کوئٹہ، گوادر، حب، اسلام آباد، کراچی اور پشاور سے بیک وقت شائع ہونیوالا اردو روزنامہ

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت A.B.C Certified بلوچستان کا کثیر الاشاعت اخبار

روزنامہ

Daily ASKAR INTERNATIONAL QUETTA

MEMBER A.P.N.S

عسکر انٹرنیشنل کوئٹہ

چیف ایڈیٹر: سید فاروق شاہ

رجسٹرڈ نمبر BC-A-21

جلد نمبر 23 | بروز بدھ 15 اکتوبر 2025ء / 21 ربیع الثانی 1447ھ / قیمت 15 روپے | شمارہ نمبر 01

میں ممکنہ طور پر اس بڑی تبدیلی کی نوعیت کے بارے میں اپنے کچھ تاثرات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کیسے ممکن ہوا اور پاکستان کا کیوں اس سے بہت گہرا تعلق رہا ہے

پاکستان کی سب سے اہم ترجیح غزہ پر مسلط کی گئی نسل کشی کی مہم کو فوری طور پر روکنا تھا، وزیراعظم

1967 سے پہلے کی سرحدوں کیساتھ اور القدس الشریف کے بطور فلسطینی ریاست کا قیام پاکستان کی مشرق وسطی کی پالیسی کی بنیاد ہے اور رہے گی، شہباز شریف

ہماری سب سے اہم ترجیح غزہ میں جاری نسل کشی فورا رکوانا تھی، امریکی صدر کے شکرگزار ہیں جنہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس ظلم کو رکوانے کیلئے قدم اٹھائیں گے اور اپنا وعدہ پورا کیا؛ وطن واپسی پر بیان

اسلام آباد (جی این ایم) وزیراعظم شہباز شریف نے کہا ہے کہ فلسطینی عوام کی آزادی، وقار اور خوشحالی پاکستان کیلئے بنیادی اہمیت کی حامل ہے، پاکستان کی سب سے اہم ترجیح غزہ پر مسلط کی گئی نسل کشی کی مہم کو فوری طور پر روکنا تھا، ہم امن کیلئے صدر ٹرمپ کے منفرد کردار کی تعریف کا اظہار کرتے رہیں گے۔ سماجی رابطوں کے نیٹ ورک ایکس (سابقہ ٹوئٹر) پر اپنے پیغام میں وزیراعظم شہباز شریف نے لکھا کہ اب میں شرم الشیخ میں غزہ امن سربراہی اجلاس میں شرکت کے (باقی صفحہ 2 نمبر 1)

مشرقی کانگو میں فوری جنگ بندی اور افریقی قیادت میں سیاسی حل تلاش کیا جائے، پاکستان

خطے میں امن کیلئے ابھی بھی امید باقی ہے، اقوام متحدہ میں پاکستانی مندوب عاصم افتخار کا خطاب

نیویارک (جی این ایم) پاکستان نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں مشرقی کانگو (باقی صفحہ 2 نمبر 4)

انسداد پولیو ٹیم پر حملہ پاکستان کے روشن مستقبل پر حملہ ہے، اختیار ولی خان

اسلام آباد (یو این اے) وزیراعظم کے کوآرڈینیٹر برائے اطلاعات خیبر پختونخوا (باقی صفحہ 2 نمبر 3)

بلوچستان بھر میں افغان مہاجرین کے خلاف بڑے پیمانے پر آپریشن جاری

بلوچستان کے مختلف اضلاع سے سینکڑوں خاندان چمن بارڈر کے ذریعے ملک بدر کر دیا

کوئٹہ (یو این اے) بلوچستان بھر میں افغان مہاجرین کے خلاف بڑے (باقی صفحہ 2 نمبر 2)

ہم افغانستان کیساتھ معاملات طے کیے بغیر نہیں رہ سکتے، سلمان اکرم راجا

اپوزیشن کا خیال تھا ہماری پارٹی میں کوئی توڑ پیدا کر سکتے ہیں لیکن یہ بری طرح ناکام ہو چکے، اپوزیشن بچگانہ باتیں کر رہی ہیں

جمہوری عمل آگے بڑھ چکا ہے، حلف آج نہیں تو کل ہو جائیگا اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے، سیکریٹری جنرل پی ٹی آئی

پشاور (جی این ایم) پی ٹی آئی کے سیکریٹری جنرل سلمان اکرم راجا نے کہا ہے کہ ہم افغانستان کے ساتھ معاملات طے کیے بغیر نہیں رہ سکتے اور جب تک یہ بات چیت نہیں کریں گے امن نہیں ہو سکتا۔ پشاور میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے سلمان اکرم راجا نے کہا کہ اپوزیشن کا خیال تھا کہ ہماری پارٹی میں کوئی توڑ پیدا کر سکتے ہیں لیکن یہ بری طرح ناکام ہو چکے ہیں، اپوزیشن بچگانہ باتیں کر رہی ہیں، جمہوری عمل آگے بڑھ چکا ہے۔ (باقی صفحہ 2 نمبر 6)

اسلام آباد، وزیراعظم محمد شہباز شریف جناح میڈیکل کمپلیکس اور ریسرچ سینٹر کے حوالے سے منعقدہ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

پاک افغان کشیدگی کم کرنے میں کردار ادا کر سکتا ہوں، مولانا فضل الرحمان

افغان قیادت سے رابطے ہوئے ہیں، وہ معاملات کو افہام و تفہیم سے حل کرنا چاہتی ہے پاک افغان جنگ بندی تو ہو گئی اب زبان بندی بھی ہونی چاہیے

سوشل میڈیا سمیت ہر جگہ دونوں ممالک کو اشتعال کی بجائے معاملات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، سربراہ جمعیت علماء اسلام

اسلام آباد (اے این این) امیر جمعیت علمائے اسلام مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ ماضی میں بھی پاکستان اور افغانستان کے درمیان کشیدگی کم کرنے میں کردار ادا کیا تھا اب بھی کر سکتا ہوں۔ کنونشن سینٹر اسلام آباد میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے امیر جے یو آئی مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ افغان قیادت سے رابطے ہوئے ہیں، وہ معاملات کو افہام و تفہیم سے حل کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاک افغان جنگ بندی تو (باقی صفحہ 2 نمبر 5)

ملک دشمن عناصر کا مقصد پاکستان کو نقصان پہنچانا اور تقسیم کرنا ہے، وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی

سیکیورٹی فورسز ایسے علاقوں میں کارروائیاں کر رہی ہیں جہاں دشمن اور دوست کی پہچان مشکل ہے، سوشل میڈیا کے پروپیگنڈا نے نوجوان اور ریاست کے درمیان فاصلے بڑھائے

3200 اسکولز اور 164 طبی مراکز فعال، سی ٹی ڈی کیلئے 10 کروڑ روپے مختص ریاستی رٹ بحال کر دیا دہشتگردی سے نمٹنے کیلئے سی ٹی ڈی کی استعداد بڑھائی جا رہی ہے اور اس کے لیے 10 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں

کوئٹہ (خ ن) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے کہا ہے کہ بلوچستان میں شورش نہیں بلکہ علیحدگی کی نام نہاد تحریکیں ہیں جنہیں بیرونی قوتیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہیں۔ ملک دشمن عناصر کا اصل ہدف پاکستان کو نقصان پہنچانا اور اسے تقسیم کرنا ہے۔ دشمن پاکستان کو کیک کی طرح ٹکڑوں میں بانٹنے کی خواہش رکھتے ہیں، لیکن ان کے ناپاک عزائم کو ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے 17 ویں نیشنل ورکشاپ بلوچستان کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں غیر متوازن ترقی کا جو تاثر (باقی صفحہ 2 نمبر 7)

کوئٹہ، وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی 17 ویں نیشنل ورکشاپ بلوچستان کے شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں

وزیر داخلہ کا سوات میں انسداد پولیو ٹیم پر فائرنگ میں شہید لیویز اہلکار کو خراج عقیدت پیش

بچوں کا مستقبل محفوظ بنانے والی ٹیم پر فائرنگ کرنے والے ملزمان کسی رعایت کے مستحق نہیں، محسن نقوی

اسلام آباد (جی این ایم) وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی نے کہا ہے کہ بچوں کا مستقبل محفوظ بنانے والی ٹیم پر فائرنگ کرنے والے ملزمان کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ اپنے بیان میں وفاقی وزیر داخلہ نے ضلع سوات میں انسداد پولیو ٹیم پر فائرنگ سے ڈیوٹی پر تعینات لیویز اہلکار کی (باقی صفحہ 2 نمبر 8)

ٹی ایل پی کے گرفتار 17 کارکن انسداد دہشتگردی عدالت پیش

انسداد دہشتگردی عدالت نے ملزمان کو 17 روزہ جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا

لاہور (اے این این) سرکاری املاک، سڑک بلاک کرنے اور عوام کی (باقی صفحہ 2 نمبر 35)

پشاور ہائیکورٹ کا گورنر خیبر پختونخوا کو آج نومنتخب وزیراعلیٰ سے حلف لینے کا حکم

پشاور (اے این این) پشاور ہائیکورٹ نے گورنر خیبر پختونخوا کو آج نومنتخب وزیراعلیٰ سہیل آفریدی سے حلف لینے کا حکم دے دیا۔ پشاور ہائیکورٹ نے نومنتخب وزیراعلیٰ سے حلف لینے سے متعلق درخواست پر محفوظ فیصلہ سنا دیا۔ عدالت نے کہا کہ گورنر خیبر پختونخوا نومنتخب وزیراعلیٰ سے بدھ کے دن 4 بجے حلف لیں۔ اگر گورنر (باقی صفحہ 2 نمبر 33)

چمن، پاک افغان کشیدگی کے باعث بارڈر تیسرے روز بھی بند

افغان مہاجرین کی وطن واپسی جاری، ڈیڈلاک برقرار، سرحد پر سیکورٹی ہائی الرٹ

چمن (یو این اے) پاک افغان کشیدگی کے باعث چمن بارڈر تیسرے روز بھی بند رہا، جس سے پیدل آمدورفت اور تجارتی سرگرمیاں مکمل طور پر معطل ہو گئی ہیں۔ چمن بارڈر پر سیکورٹی ہائی الرٹ ہے اور دونوں ممالک کے درمیان سیز فائر برقرار ہے، تاہم کوئی نئی پیش رفت سامنے (باقی صفحہ 2 نمبر 12)

پولیس نے سعد اور انس رضوی کا سراغ لگا لیا، خود سپردگی کی ہدایت

لاہور، اسلام آباد (یو این اے) پولیس نے صرف ایک دن کی روپوشی کے بعد حافظ سعد رضوی اور انس رضوی کا سراغ لگا لیا ہے۔ پولیس حکام کے مطابق دونوں رہنما اچانک منظر عام سے غائب ہو گئے تھے، جس پر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے فوری حرکت میں آئے، دونوں کی گرفتاری اب محض وقت کی بات ہے۔ حکام (باقی صفحہ 2 نمبر 11)

چیئرمین سینیٹ سے مسلم ورلڈ لیگ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی کی ملاقات

سید یوسف رضا گیلانی کی آذربائیجان کی اسپیکر ملی مجلس صاحبہ غفار وا سے بھی ملاقات، دوطرفہ تعلقات پر تبادلہ خیال

اسلام آباد (جی این ایم) چیئرمین سینیٹ، سید یوسف رضا گیلانی سے (باقی صفحہ 2 نمبر 9)

رابطہ عالم اسلامی مسلم امہ کے اتحاد، دانائی اور رہنمائی کی علامت ہے، وزیر مذہبی امور

امن، مفاہمت، اور انسانی خدمت کے فروغ میں مسلم ورلڈ لیگ کی خدمات لائق تحسین ہیں، سردار یوسف

اسلام آباد (سی ایم لنکس) وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف کا کہنا ہے (باقی صفحہ 2 نمبر 34)

بھارت ہر سال جھوٹ پر مبنی پرانا سکرپٹ لے کر آتا ہے، آصف خان

بھارت کالعدم بی ایل اے، ٹی ٹی پی مجید بریگیڈ جیسے گروہوں کی پشت پناہی کر رہا ہے

نیویارک (جی این ایم) اقوام متحدہ میں پاکستانی سفارتکار آصف خان نے مودی سرکار کا گھناؤنا چہرہ بے نقاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت کالعدم بی ایل اے، ٹی ٹی پی مجید بریگیڈ جیسے گروہوں کی پشت پناہی کر رہا ہے، بھارت ہر سال جھوٹ پر مبنی پرانا سکرپٹ لے کر آتا ہے۔ (باقی صفحہ 2 نمبر 13)

26 ویں آئینی ترمیم کیخلاف کیس؛ دوران سماعت دلچسپ صورتحال، ججز میں نوک جھونک

جسٹس جمال مندوخیل اور جسٹس عائشہ ملک آمنے سامنے، ججز ایک دوسرے پر آواز اونچی نہ کریں، جسٹس مسرت ہلالی کا مشورہ

اسلام آباد (جی این ایم) سپریم کورٹ میں 26 ویں آئینی ترمیم کیخلاف (باقی صفحہ 2 نمبر 10)

واشنگٹن، وزیر خزانہ سینیٹر محمد اورنگزیب پاکستان یو ایس بزنس کونسل کے اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں

عدالت کا بشریٰ کیخلاف 29 مقدمات کا ریکارڈ پیش کرنے کا حکم

راولپنڈی (یو این اے) انسداد دہشت گردی عدالت نے بانی پی ٹی آئی عمران خان کی اہلیہ بشریٰ بی بی کے خلاف 29 مقدمات کا ریکارڈ پیش کرنے کا حکم دے دیا۔ اے ٹی سی راولپنڈی کے جج امجد علی شاہ نے بشریٰ بی بی کیخلاف 26 نومبر احتجاج کیسز کے حوالے سے کیس کی سماعت کی، دوران سماعت وکلا مصروفیت کے باعث عدالت میں پیش نہیں ہو سکے جبکہ پولیس بھی ریکارڈ (باقی صفحہ 2 نمبر 15)

آئی ایم ایف کی پاکستان کی معیشت کے حوالے سے آوٹ لک رپورٹ جاری

بے روزگاری کی شرح 2025 میں 8.3 فیصد اور 2026 میں 7.3 فیصد رہنے کا امکان ہے، آئی ایم ایف

اسلام آباد (اے این این) بین الاقوامی مالیاتی ادارہ (آئی ایم ایف) نے آوٹ لک رپورٹ جاری کر دی ہے، جس میں پاکستان کی معیشت کے حوالے سے مثبت پیش گوئی کی گئی ہے۔ آئی ایم ایف رپورٹ کے مطابق 2025 میں پاکستان کی معاشی شرح نمو 3.5 فیصد اور (باقی صفحہ 2 نمبر 14)

وزیراعظم کی سوات کے علاقے مٹہ میں انسداد پولیو ٹیم پر دہشتگرد حملے کی مذمت

اسلام آباد (یو این اے) وزیراعظم محمد شہباز شریف نے سوات کے علاقے مٹہ میں انسداد پولیو ٹیم پر دہشتگرد حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے انسداد پولیو مہم کو مکمل خاتمے تک جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ منگل کو وزیراعظم آفس کے میڈیا ونگ کی طرف سے جاری بیان کے مطابق وزیراعظم نے انسداد پولیو ٹیم کی حفاظت پر مامور لیویز اہلکار عبد الکبیر کی شہادت پر افسوس (باقی صفحہ 2 نمبر 32)

کوئٹہ، گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل سے K21 ٹی وی چینل کی سینئر پروگرام اینکر ردا صفی گورنر ہاؤس کوئٹہ میں ملاقات کر رہی ہیں

بصارت سے محروم افراد کو فعال طور پر سہولیات فراہم کرنے کی ضرورت ہے، آصف زرداری

شہری اور پاکستان بھر کے تمام سرکاری اور نجی ادارے ملک کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں بصارت سے محروم افراد کی قابل ذکر صلاحیتوں سے استفادہ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں

ہمارا جامع نقطہ نظر خصوصی افراد کے لیے زندگی کے متعدد پہلوؤں خاص طور پر بصارت سے محروم افراد پر توجہ دیتا ہے، سفید چھڑی کے تحفظ کے عالمی دن کے موقع پر پیغام

اسلام آباد (جی این ایم) صدر مملکت آصف علی زرداری نے بصارت سے محروم افراد کے حقوق کے تحفظ کے حکومتی عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ شہری اور پاکستان بھر کے تمام سرکاری اور نجی ادارے ملک کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں بصارت سے محروم افراد کی قابل ذکر صلاحیتوں سے استفادہ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ایوان صدر کے پریس ونگ کے مطابق صدر مملکت نے ان خیالات کا اظہار سفید چھڑی کے تحفظ کے عالمی دن کے موقع پر اپنے پیغام میں کیا۔ صدر مملکت نے بنیادی حقوق کے تحفظ، آزادی کو فروغ دینے، اور بصری چیلنجز کے ساتھ زندگی گزارنے والے ہر فرد کے موروثی وقار کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ سفید چھڑی محض نقل و حرکت کے ایک آلے سے کہیں بڑھ کر مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ہمت، اپنی صلاحیتوں پر (باقی صفحہ 2 نمبر 18)

ایران ایئر کا پاکستان کے لئے فلائٹ آپریشن شروع کرنے کا فیصلہ

مشہد سے لاہور کیلئے ہفتہ وار ایک پرواز آپریٹ کرے گی، پروازوں کا باقاعدہ آغاز 29 اکتوبر سے کیا جائے گا

لاہور (جی این ایم) ایران ایئر نے پاکستان کے لئے فلائٹ آپریشن شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، ایئر لائن نے مشہد سے لاہور کے درمیان پرواز کے آغاز کا اعلان کر دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ایران ایئر لاہور کیلئے ہفتہ وار ایک پرواز آپریٹ کرے گی، پروازوں کا باقاعدہ (باقی صفحہ 2 نمبر 31)

وزیر خزانہ کی ڈائریکٹر آئی ایم ایف سے ملاقات، اصلاحاتی ایجنڈے پر عزم کا اعادہ

ملاقات میں ایکسٹینڈڈ فنڈ فیسلٹی کے دوسرے جائزے پر پیش رفت اور میکرو اکنامک استحکام کی اہمیت پر بھی تبادلہ خیال

اسلام آباد (جی این ایم) وزیر خزانہ سینیٹر محمد اورنگزیب نے آئی ایم ایف کے ڈائریکٹر جہاد ازعور سے ملاقات کی۔ وزارت خزانہ کے اعلامیہ کے مطابق وزیر خزانہ اور ان کے وفد نے آئی ایم ایف کے مشرق وسطیٰ اور وسطی ایشیا کے ڈائریکٹر (باقی صفحہ 2 نمبر 16)

وفاقی وزیر ریلوے حنیف عباسی کی زیر صدارت اجلاس

اجلاس میں وزارت ریلوے میں پشاور ریلوے ڈویژن کے امور پر گفتگو

اسلام آباد (جی این ایم) وفاقی وزیر ریلوے محمد حنیف عباسی کی زیر صدارت وزارت ریلوے میں پشاور ریلوے ڈویژن کے امور پر ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، جس میں پشاور ڈویژن کی جانب سے وزیر ریلوے کو آن لائن بریفنگ دی گئی۔ اجلاس میں آپریشنز، مینٹیننس، (باقی صفحہ 2 نمبر 30)

میں نے کبھی نہیں کہا حلف نہیں لوں گا، گورنر خیبر پختونخوا

بلاول بھٹو سے کان میں ہونے والی باتیں آپ کو نہیں بتا سکتا، فیصل کریم کنڈی

کراچی (سی ایم لنکس) گورنر خیبر پختونخوا فیصل کریم کنڈی نے کہا ہے کہ میں نے کبھی نہیں کہا کہ حلف نہیں لوں گا۔ کراچی میں میڈیا سے گفتگو میں فیصل کریم کنڈی نے کہا کہ آئین اور قانون پر عمل کروں گا، آج خیبر پختونخوا پہنچ جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ میرا جواب ہائی کورٹ (باقی صفحہ 2 نمبر 17)

ملک کی ترقی میں نجی شعبے کو قائدانہ کردار ادا کرنا ہوگا، وزیر خزانہ

حکومت کاروباری طبقے کی مشکلات سے واقف ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے

امریکا کے ساتھ ٹیرف معاہدے پر کامیاب مذاکرات خوش آئند ہیں، محمد اورنگزیب کا امریکا میں ملاقاتوں کے دوران اظہار خیال

واشنگٹن (یو این اے) وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر محمد اورنگزیب نے امریکا کے ساتھ ٹیرف معاہدے پر کامیاب مذاکرات کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ملک کی ترقی میں نجی شعبے کو قائدانہ کردار ادا کرنا ہوگا، حکومت کاروباری طبقے کو درپیش مشکلات سے آگاہ ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ انہوں نے یہ بات واشنگٹن ڈی سی میں امریکی محکمہ خزانہ کے اسسٹنٹ سیکرٹری برائے بین (باقی صفحہ 2 نمبر 29)

اسلام آباد، چیئرمین سینیٹ یوسف رضا گیلانی سے مسلم ورلڈ لیگ کے سیکرٹری جنرل محمد بن عبدالکریم ملاقات کر رہے ہیں

فلسطینیوں کی نسل کشی کو دنیا نے دیکھا، سیز فائر خوش آئند ہے، بلاول بھٹو

غزہ میں جنگ بندی معاہدے کا خیر مقدم کرتے ہیں، غزہ میں ڈاکٹروں اور صحافیوں کو بھی نشانہ بنایا گیا، ڈر اور خوف ہے کہ اس بار بھی دھوکہ نہ ہو جائے

سیلاب کے دوران سندھ میں 20 لاکھ گھروں کو نقصان ہوا، جس موسمی تبدیلی کا نقصان اٹھا رہے ہیں اس میں ہمارا ہاتھ نہیں، چیئرمین پیپلز پارٹی

کراچی (اے این این) چیئرمین پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ فلسطینیوں کی نسل کشی کو دنیا نے دیکھا، سیز فائر خوش آئند ہے۔ شہر قائد میں تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بلاول بھٹو زرداری کا کہنا تھا کہ غزہ میں جنگ بندی معاہدے کا خیر مقدم کرتے ہیں، غزہ میں ڈاکٹروں اور صحافیوں کو بھی نشانہ بنایا گیا، ڈر اور خوف ہے کہ اس بار بھی دھوکہ نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینیوں کی نسل کشی کو دنیا نے دیکھا ہے (باقی صفحہ 2 نمبر 19)

جس افسر نے کام کرنا ہے وہ کام کرے، جو نہیں کرتا وہ گھر جائے، اسلام آباد ہائیکورٹ

وکیل کی جانب سے سی ڈی اے کے ڈپٹی کمشنر کا تبادلہ رکوانے کی استدعا پر عدالت کا اظہار برہمی

اسلام آباد (جی این ایم) اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس محسن اختر کیانی نے کیس کی سماعت کے دوران ریمارکس دیئے کہ جس افسر نے کام کرنا ہے وہ کام کرے، جو نہیں کرتا وہ گھر جائے۔ وفاقی دارالحکومت کے علاقے شاہ اللہ دتہ اور سی 13 کے متاثرین کی درخواستوں (باقی صفحہ 2 نمبر 28)

کوئٹہ، افغان مہاجرین کی واپسی کے بعد پرائیویٹ اسپتال ویران

سرکاری ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل اسٹاف بے روزگار، نجی صحت کا شعبہ مکمل زوال کے خطرے میں

کوئٹہ (یو این اے) صوبائی دارالحکومت کوئٹہ اور اس کے گردونواح میں افغان مہاجرین کی واپسی کے بعد پرائیویٹ اسپتالوں میں بحرانی صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔ ایک طرف اسپتالوں کی آمدن میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے، وہیں او پی ڈیز میں بیٹھنے والے متعدد پرائیویٹ اور سرکاری (باقی صفحہ 2 نمبر 27)

کسی زمین پر منشیات کی اجازت نہیں ہوگی، میر سرفراز بگٹی

قلعہ سیف اللہ کے ڈپٹی کمشنر اور ٹیم کی کارروائی کی وزیراعلیٰ نے تعریف کی، فیصلہ کن اقدامات پر اطمینان کا اظہار

کوئٹہ (یو این اے) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ایکس پر اپنے بیان میں کہا ہے کہ بلوچستان میں منشیات کی کاشت کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔ صوبے کی کسی بھی زمین پر منشیات کی کاشت کی اجازت نہیں ہوگی۔ وزیراعلیٰ نے (باقی صفحہ 2 نمبر 21)

عوام کو معیاری اور بروقت طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیح ہے، بخت محمد کاکڑ

تمام ضلعی اسپتالوں میں ایمرجنسی سروسز کو جدید تقاضوں کے مطابق اپ گریڈ کیا جائے تاکہ عوام کو بہتر علاج میسر آ سکے

کوئٹہ (اے این این) وزیر صحت بلوچستان بخت محمد کاکڑ نے کہا ہے کہ صوبے کے عوام کو معیاری اور بروقت طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیح ہے تمام ضلعی اسپتالوں میں ایمرجنسی سروسز کو جدید تقاضوں کے مطابق اپ گریڈ کیا جائے تاکہ عوام کو بہتر علاج میسر آ سکے۔ یہ بات (باقی صفحہ 2 نمبر 20)

اسلام آباد، وفاقی وزیر تجارت جام کمال خان پاکستان ویتنام بزنس فورم سے خطاب کر رہے ہیں

پاکستان کیساتھ دوستی آہنی ہے، پاک امریکا تعلقات سے ہمارے مفادات کو کوئی نقصان نہیں، چین

امریکا کے ساتھ تعلقات یا ممکنہ معدنیاتی تعاون سے چین کے مفادات، اسٹریٹیجک اعتماد اور دوطرفہ شراکت داری کو کسی صورت متاثر نہیں ہوگی

رپورٹس پاک چین دوستی کو کمزور کرنے کی ناکام کوشش ہے ایسی خبریں یا تو غلط معلومات پر مبنی ہیں یا جان بوجھ کر پھیلائی گئی ہیں، چینی وزارت خارجہ

بیجنگ (اے این این) چین نے ایک بار پھر پاکستان پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ دوست ملک نے یقین دلایا ہے کہ امریکا کے ساتھ تعلقات سے ہمارے مفادات کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق ان خیالات کا اظہار چینی وزارت خارجہ کے ترجمان نے معمول کی پریس بریفنگ میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں کیا۔ ترجمان چینی وزارت خارجہ کے بقول پاکستان نے یقین دہانی کرائی (باقی صفحہ 2 نمبر 22)

ملک میں پیٹرول کی قیمت میں کمی کا امکان

اسلام آباد (جی این ایم) ملک میں آئندہ 15 روز کیلئے پیٹرول کی قیمت میں کمی کا امکان ہے۔ ذرائع کے مطابق 16 اکتوبر سے پیٹرول کی قیمت میں 6 روپے 10 پیسے فی لیٹر اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمت میں 97 پیسے فی لیٹر کمی کا امکان ہے۔ مٹی کے تیل کی قیمت میں 2 روپے 75 پیسے فی لیٹر اور لائٹ ڈیزل آئل کی قیمت میں 1 روپے 64 پیسے فی لیٹر کمی کا امکان ہے۔ (باقی صفحہ 2 نمبر 26)

دبئی، وفاقی وزیر شزہ فاطمہ خواجہ متحدہ عرب امارات کے ساتھ ڈرائیو ڈیجیٹل تبدیلی اور اختراع کے حوالے سے اجلاس کر رہی ہیں

بلوچستان کی ترقی ملک کی ترقی کیلئے بھی ضروری ہے، خالد مقبول صدیقی

بلوچستان کی ترقی و خوشحالی اولین ترجیح، عوام کے مسائل حل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی

چھتر (یو این اے) وفاقی وزیر تعلیم اور متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے مرکزی چیئرمین خالد مقبول صدیقی نے کہا ہے کہ بلوچستان کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں اور صوبے کی ترقی و خوشحالی پارٹی کی اولین ترجیح میں شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کے جائز مسائل کو حل کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی اور بلوچستان کی ترقی ملک کی ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔ یہ بات انہوں نے ایم کیو ایم پاکستان کے صوبائی سینیئر نائب صدر امداد حسین مری کی قیادت میں ملنے والے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ اس موقع (باقی صفحہ 2 نمبر 25)

پاکستان اور ترک سرکاری کمپنیوں کا سمندر میں تیل اور گیس تلاش کرنے کا معاہدہ

معاہدے کے تحت انڈس سی بلاک میں ترکش پیٹرولیم کو 25 فیصد حصہ دیا گیا ہے، پی پی ایل

کراچی (اے این این) پاکستان اور ترکی کی سرکاری کمپنیاں مل کر پاکستانی سمندر میں تیل اور گیس تلاش کریں گی اور اس حوالے سے فارم آؤٹ اگریمنٹ پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (پی پی ایل) اور ترکش پیٹرولیم اوورسیز کمپنی کے مابین ہوا۔ پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ نے شیئر ہولڈرز کو خط کے ذریعے اہم پیش رفت سے آگاہ کر دیا، جس میں بتایا گیا ہے کہ پی پی ایل نے ترکش پیٹرولیم کمپنی آف شور ایسٹ انڈس سی بلاک کی آپریٹرشپ فروخت کر دی ہے۔ خط میں بتایا گیا ہے کہ معاہدے کے تحت انڈس سی بلاک میں ترکش پیٹرولیم کو 25 فیصد حصہ دیا گیا ہے۔ (باقی صفحہ 2 نمبر 24)

حماس نے 20 یرغمالیوں کے بعد 4 مغویوں کی لاشیں بھی اسرائیل کے حوالے کر دیں

باقی 24 لاشوں کو نکالنے میں وقت لگ سکتا ہے کیونکہ تدفین کے تمام مقامات کا علم نہیں، حماس

غزہ (اے این این) فلسطینی مزاحمتی تنظیم حماس نے جنگ بندی معاہدے کے تحت 20 یرغمالیوں کی رہائی کے بعد 4 مغویوں کی لاشیں بھی اسرائیل کے حوالے کر دیں۔ اسرائیلی میڈیا کے مطابق حماس نے چاروں مغویوں کی لاشوں کو بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی کے ذریعے اسرائیل کے حوالے کیں، گائے ایلوز، یوسی شارابی، بپن جوشی اور ڈینئیل پریز کی لاشیں حوالے کی گئیں۔ حماس کا کہنا ہے کہ باقی 24 لاشوں کو نکالنے میں وقت لگ سکتا ہے کیونکہ تدفین کے تمام مقامات کا علم نہیں، حماس نے گزشتہ روز معاہدے پر عمل درآمد کرتے ہوئے 20 زندہ یرغمالیوں کو رہا کر دیا (باقی صفحہ 2 نمبر 23)

آج قانون کی فتح ہوئی ہے، چیف جسٹس کا شکریہ ادا کرتے ہیں: اسد قیصر

ہمیں عوام کے لیے کام کرنا ہے، سہیل آفریدی نئی امید کے ساتھ کام کا آغاز کریں گے، پی ٹی آئی رہنما

اسلام آباد (سی ایم لنکس) پاکستان تحریک انصاف کے رہنما اسد قیصر کا کہنا ہے کہ آج قانون کی فتح ہوئی ہے، چیف جسٹس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ پشاور میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ چیف جسٹس نے میرٹ پر فیصلہ دیا ہے۔ اسد قیصر کا کہنا ہے کہ ہمیں عوام کے لیے کام کرنا ہے، سہیل آفریدی نئی امید کے ساتھ کام کا آغاز کریں گے۔ اس موقع پر پی ٹی آئی رہنما جنید اکبر نے کہا کہ ہمارے وزیراعلیٰ آئینی اور قانونی طور پر منتخب ہوئے ہیں، غیر جمہوری کام کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔

(01)

بعد وطن واپسی کیلئے ہوائی جہاز پر سوار ہو رہا ہوں، میں ممکنہ طور پر اس بڑی تبدیلی کی نوعیت کے بارے میں اپنے کچھ تاثرات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کیسے ممکن ہوا اور پاکستان کا کیوں اس سے بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ وزیراعظم نے لکھا کہ پاکستان کی سب سے اہم ترجیح غزہ پر مسلط کی گئی نسل کشی کی مہم کو فوری طور پر روکنا تھا، دیگر برادر اقوام کے ساتھ مل کر اس ترجیح کو تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا اور تقویت دی گئی۔ ان کا کہنا ہے کہ امریکی صدر ٹرمپ کیلئے ہمارا شکریہ اس بات کی بنا پر ہے کہ وہ اسے روکیں گے، اور اس وعدے کو پورا کریں گے، ہم امن کے لیے صدر ٹرمپ کے منفرد کردار کی تعریف کا اظہار کرتے رہیں گے۔ وزیراعظم نے لکھا کہ 1967 سے پہلے کی سرحدوں کے ساتھ اور القدس الشریف کے بطور اس کے دارالخلافہ ہونے کے ایک مضبوط اور قابل عمل فلسطینی ریاست کا قیام پاکستان کی مشرق وسطیٰ کی پالیسی کی بنیاد ہے اور رہے گی۔ پاکستان صدر ٹرمپ کے امن میں غیر معمولی کردار کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ تفصیلات کے مطابق مصر کے شہر شرم الشیخ میں منعقدہ غزہ امن کانفرنس میں شرکت کے بعد وطن واپسی کے لیے روانگی سے قبل اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان کی سب سے اہم ترجیح غزہ میں جاری نسل کشی کو فوراً رکوانا تھی، میں جبکہ غزہ امن سربراہی اجلاس کے بعد وطن واپس روانہ ہو رہا ہوں تو اس تاریخی اجلاس کی تبدیلی لانے والی نوعیت اور پاکستان کے گہرے کردار پر چند باتیں شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ وزیراعظم کا کہنا ہے کہ پاکستان کی سب سے اہم ترجیح غزہ پر جاری نسل کشی فوراً رکوانا تھی دیگر برادر ممالک کے ساتھ مل کر ہم نے اس مطالبے کو بار بار دوہرایا اور مضبوط انداز میں پیش کیا، ہم صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے شکر گزار ہیں جنہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس ظلم کو رکوانے کے لیے قدم اٹھائیں گے اور انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا، پاکستان صدر ٹرمپ کے امن میں غیر معمولی کردار کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اس حوالے سے اپنے پالیسی بیان شہباز شریف نے مزید یہ بھی کہا کہ فلسطینی عوام کی آزادی، عزت نفس اور خوشحالی پاکستان کے لیے ہمیشہ اولین ترجیح رہے گی، انشاءاللہ 1967 سے قبل کی سرحدوں کے مطابق ایک مضبوط اور خودمختار فلسطینی ریاست کا قیام عمل میں آئے گا، جس کا دارالحکومت القدس الشریف ہو، یہی پاکستان کی مشرق وسطیٰ پالیسی کی بنیاد ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

(02)

پیمانے پر آپریشن جاری ہے۔ اس میں فرنٹیئر کور، صوبائی پولیس اور لیویز کے اہلکار شریک ہیں آپریشن کے دوران کوئٹہ، پشین، نصیر آباد، لورالائی، ژوب، سبی، کیچ، قلعہ عبداللہ، پنجگور، خضدار، گوادر، نوشکی، آواران، حب، سونمیانی، بارکھان، بولان، دالبندین، خاران، چاغی، لسبیلہ، کچلاک، قلات، مستونگ، پنجگور، تربت، ژوب، قلعہ سیف اللہ، چمن، قلات، پنجگور، خاران، کیچ، نصیر آباد، بولان، خضدار سمیت دیگر اضلاع میں غیر قانونی افغان مہاجرین کی گرفتاری عمل میں آئی۔ حکام کے مطابق سینکڑوں غیر قانونی خاندانوں کو شناخت کے بعد چمن پاک افغان سرحد کے راستے ملک بدر کیا گیا۔ آپریشن کا مقصد غیر قانونی آباد کاری کو روکنا، سرحدی علاقوں میں قانون کی حکمرانی قائم رکھنا اور مقامی آبادی کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ ڈی پورٹ کیے گئے خاندانوں کے لیے ابتدائی ضروریات کی فراہمی کی گئی اور سرحدی نگرانی مضبوط کی گئی تاکہ کسی بھی انسانی یا سیکیورٹی مسئلے سے بچا جا سکے۔ بلوچستان حکومت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ آپریشن کے دوران قوانین کی پابندی کریں اور غیر قانونی آبادکاری میں کسی بھی طرح کی معاونت نہ کریں۔ حکام نے مزید بتایا کہ یہ آپریشن مرحلہ وار جاری رہے گا اور بلوچستان کے تمام سرحدی و داخلی اضلاع میں اس کی نگرانی کی جا رہی ہے تاکہ غیر قانونی آبادکاری کا مسئلہ مستقل طور پر حل کیا جا سکے۔

(03)

اختیار ولی خان نے کہا ہے کہ انسداد پولیو ٹیم پر حملہ دراصل پاکستان کے روشن مستقبل پر حملہ ہے۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ قوم کے معصوم بچوں کو معذوری سے بچانے والے ہی ہمارے حقیقی ہیرو ہیں، جبکہ ان پر فائرنگ کرنے والے عناصر انسانیت کے دشمن اور قوم کے مجرم ہیں۔ اختیار ولی خان نے کہا کہ وزیراعظم کی قیادت میں دہشتگردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا عزم پہلے سے زیادہ مضبوط ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہید لیویز اہلکار عبدالکبیر کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی، ان جیسے سپوت قوم کا فخر ہیں۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ملک دشمن قوتیں بچوں کے مستقبل کی راہ میں جتنے بھی کانٹے بچھائیں، پاکستان پولیو فری بن کر رہے گا۔

(04)

کی بگڑتی صورتحال پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فوری جنگ بندی، استحکام اور جامع سیاسی مکالمے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب سفیر عاصم افتخار احمد نے گریٹ لیکس خطے کے بارے میں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مشرقی کانگو کی صورتحال نازک موڑ پر ہے اور اس بحران کا کوئی فوجی حل ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایم 23 کی پیش قدمی اور اے ڈی ایف حملوں میں اضافے نے انسانی بحران کو سنگین تر کر دیا ہے، جس سے علاقائی کشیدگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سفیر عاصم نے قرارداد 2773 پر مخلصانہ عملدرآمد اور تمام مسلح گروہوں خصوصاً ایم 23 سے فوری جنگ بندی اور غیر قانونی قبضے ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے افریقی قیادت میں جاری سفارتی اقدامات کی حمایت کرتے ہوئے امریکہ، قطر، لوانڈا اور نیروبی کے کردار کو سراہا اور ان کوششوں کو عملی اقدامات میں بدلنے کی ضرورت پر زور دیا۔ پاکستانی مندوب نے MONUSCO مشن کی کمزور ہوتی صلاحیت پر تشویش ظاہر کی اور کہا کہ اس کی موجودگی کو مضبوط کیے بغیر شہریوں کا تحفظ اور امن کی کوششیں متاثر ہوں گی۔ انہوں نے واضح کیا کہ مشن کی تشکیل نو زمینی حقائق کی بنیاد پر ہونی چاہیے، اور M23 کی جانب سے عائد تمام پابندیاں فوراً ختم کی جانی چاہئیں۔ سفیر عاصم نے خطے کے قدرتی وسائل کے غیر قانونی استحصال اور سرحد پار مجرمانہ نیٹ ورکس کے خلاف مشترکہ اقدام کی اپیل کی تاکہ پائیدار امن کی بنیاد رکھی جا سکے۔ انہوں نے پاکستان کی جانب سے افریقی قیادت میں اقوام متحدہ کی تمام کوششوں کی مکمل حمایت کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ خطے میں امن کیلئے ابھی بھی امید باقی ہے۔

(05)

ہوگئی اب زبان بندی بھی ہونی چاہئے، سوشل میڈیا سمیت ہر جگہ دونوں ممالک کو اشتعال کی بجائے معاملات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ افغان وزیر خارجہ امیر خان متقی کے کشمیر پر بیان پر واویلا کرنے کی بجائے کشمیر پر اپنے کردار کو بھی دیکھنا چاہئے، کشمیر پر پاکستان نے کتنی پالیسیاں بدلی ہیں وہ بھی سب کے سامنے ہیں۔ امیر جے یو آئی نے کہا کہ کیا پاکستان اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روح کے مطابق کشمیر کا حل چاہتا ہے اور اس کے لئے کیا پیشرفت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی انٹیلی جنس اور دیگر عسکری صلاحیتیں ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں، افغانستان سے جو تقاضا کیا جاتا ہے دیکھا جائے وہ اس قابل بھی ہے۔ مولانا فضل الرحمان کا کہنا تھا کہ پاکستان ایک عالمی معیار کی فوج اور صلاحیت رکھتا ہے، ہماری ریاست کو سوچنا چاہئے کہ کیا مغربی محاذ کھولنا اس وقت کسی طرح درست جنگی حکمت عملی ہے؟۔

(06)

انہوں نے کہا کہ حلف روکنے کا کوئی جواز نہیں، آج نہیں تو کل ہو جائے گا، سہیل آفریدی وزیر رہ چکے ہیں، تجربہ کار ٹیم ان کے اردگرد موجود ہے، تجربہ بلاول بھٹو کا کیا تھا؟ جواب سہیل آفریدی پر سوال اٹھ رہے ہیں۔ سلمان اکرم کا کہنا تھا کہ اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ افغانستان کا پاکستان پر حملہ افسوسناک ہے تاہم ہم افغانستان کیساتھ معاملات طے کیے بغیر نہیں رہ سکتے، افغانستان کے ساتھ سرحد بند بھی نہیں کر سکتے، معاش اور روزگار منسلک ہے۔ پی ٹی آئی رہنما کا کہنا تھا کہ ایسے حالات پیدا کرنے ہیں کہ افغانستان اور پاکستان میں دہشتگردی نہ ہو، جب تک یہ بات چیت نہیں کریں گے امن نہیں ہو سکتا۔

(07)

دیا گیا وہ زمینی حقائق کے منافی اور گمراہ کن ہے بعض حلقوں نے ''ناراض بلوچ'' کی اصطلاح گھڑ کر دہشت گردی کو جواز فراہم کرنے کی کوشش کی حالانکہ جو شخص بندوق کے زور پر تشدد کرے وہ ناراض نہیں بلکہ دہشت گرد ہے اور کسی بھی طرح بلوچ عوام کا نمائندہ نہیں ہو سکتا وزیراعلیٰ بلوچستان نے بتایا کہ صوبے میں پہلا فراری کیمپ 21 جون 2002 کو قائم کیا گیا جس سے دہشت گردی کو فروغ ملا اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے کا راستہ کھلا انہوں نے کہا کہ سوشل میڈیا پروپیگنڈا کے ذریعے نوجوانوں اور ریاست کے درمیان خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تاہم حکومت بلوچستان نوجوانوں کے خدشات

اور شکایات کو سننے کے لیے جامعات سمیت ہر فورم پر جا رہی ہے انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے حالات کی خرابی کے پیچھے بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' کا واضح اور منظم کردار ہے۔ علیحدگی پسند عناصر بھارت کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں جو بھارت سے خوش اور پاکستان سے دشمنی رکھتے ہیں وزیراعلیٰ نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ صرف فوج یا اداروں کی نہیں بلکہ پوری قوم کی مشترکہ جنگ ہے کیونکہ پاکستان کی بقا اسی جنگ میں کامیابی سے وابستہ ہے انہوں نے کہا کہ سیاست سے زیادہ اہم ریاست پاکستان ہے اور بلوچستان حکومت نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کو اپنی ذمے داری سمجھ کر اپنایا ہے اس حوالے سے حکومت بلوچستان کا مؤقف دوٹوک اور بالکل واضح ہے انہوں نے کہا کہ بلوچ عوام کو بندگلی میں دھکیلا جا رہا ہے لیکن تشدد اور لاحاصل جنگ سے کچھ حاصل نہیں ہوگا وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ صوبائی حکومت گورننس کی بہتری، اصلاحات اور عوامی خدمت کے شعبوں میں ٹھوس اقدامات کر رہی ہے صحت اور تعلیم کے شعبوں میں نمایاں بہتری سامنے آ رہی ہے 3200 غیر فعال اسکولز اور 164 بنیادی طبی مراکز کو فعال کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ کی استعداد کار بڑھائی جا رہی ہے اور اس مقصد کے لیے 10 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں سیکیورٹی فورسز ایسے مشکل علاقوں میں آپریشنز کر رہی ہیں جہاں دشمن اور دوست کی پہچان دشوار ہے جب دشمن واضح ہو تو اس کے خلاف کارروائی آسان ہوتی ہے لیکن جب دشمن اپنی صفوں میں چھپا ہو تو مقابلہ زیادہ مشکل ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ واضح دشمن کے خلاف حالیہ کارروائی کی مثال پوری قوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے وزیراعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ گزشتہ 12 برسوں سے صوبے کے 24 ذیلی اضلاع میں اسسٹنٹ کمشنرز تعینات نہیں تھے موجودہ صوبائی حکومت نے افسران کی تعیناتی کے ذریعے ریاست کی رٹ کو بحال کیا ہے میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ بلوچستان میں امن، استحکام اور ترقی کے دشمنوں کو شکست دینا ہی ہمارا عزم ہے اور حکومت بلوچستان اپنے عوام کے ساتھ مل کر ایک پرامن اور خوشحال مستقبل کی جانب گامزن ہے۔

(08)

شہادت کے واقعے کی مذمت کرتے ہوئے شہید اہلکار کو خراج عقیدت پیش کیا۔ وزیر داخلہ نے لواحقین سے دلی ہمدردی و تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لیویز اہلکار عبدالکبیر نے فرض کی ادائیگی کے دوران شہادت کا بلند رتبہ پایا۔ ان کا کہنا تھا کہ بچوں کا مستقبل محفوظ بنانے والی ٹیم پر فائرنگ کرنے والے ملزمان کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ پولیس حکام کے مطابق سوات کے علاقے مدین کے دور افتادہ علاقے انظر تنگے، بیاکن میں انسداد پولیو ٹیم پر فائرنگ کا واقعہ پیش آیا، جس میں لیویز اہلکار عبدالکبیر نے جام شہادت نوش کیا۔

(09)

پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد میں مسلم ورلڈ لیگ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی نے ملاقات کی۔ ملاقات میں باہمی دلچسپی کے امور اور عالم اسلام کو درپیش مختلف چیلنجز پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران چیئرمین سینیٹ نے مسلم ورلڈ لیگ کے پلیٹ فارم کو امت مسلمہ کے لیے انتہائی اہم قرار دیا اور کہا کہ اس پلیٹ فارم کے ذریعے مسلمانوں کے اتحاد اور مسائل کے حل کے لیے مشترکہ کوششیں کی جا سکتی ہیں۔ انہوں نے مسلم ورلڈ لیگ اور اس کے سیکرٹری جنرل کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں پر ہو رہے مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے تدارک کے لیے ایک مربوط اور متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنا ضروری ہے۔ چیئرمین سینیٹ نے اتحاد بین المسلمین کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں باہمی اعتماد اور یکجہتی کے ذریعے اپنی صفوں کو مضبوط بنانا ہوگا۔ مسلم ورلڈ لیگ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی نے اپنے دورہ پاکستان کو اہمیت کا حامل قرار دیا اور چیئرمین سینیٹ کے مہمان نوازی اور توجہ کے لیے شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلم ورلڈ لیگ پاکستان کے ساتھ قریبی تعاون کو فروغ دینے اور عالمی سطح پر متفقہ موقف اپنانے کے حوالے سے بھرپور تعاون جاری رکھے گی۔ دریں اثنا چیئرمین سینیٹ سید یوسف رضا گیلانی اور آذربائیجان کی اسپیکر ملی مجلس محترمہ صاحبہ غفاروا کے مابین اسلام آباد میں ملاقات ہوئی۔ جس میں دوطرفہ تعلقات، پارلیمانی تعاون، تجارت، سرمایہ کاری اور علاقائی رابطوں کے فروغ پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ پاکستان آذربائیجان کے ساتھ اپنے برادرانہ تعلقات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ دونوں ممالک کے مابین دوستی کا رشتہ باہمی اعتماد، احترام اور مشترکہ ترقی کے عزم پر مبنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قلیل مدت میں دونوں ممالک نے ایسے مثالی تعلقات قائم کیے ہیں جو دنیا کے لیے قابل تقلید ہیں۔ اعلیٰ سطحی رابطے اس بات کا مظہر ہیں کہ پاکستان اور آذربائیجان اپنے تعلقات کو مزید وسعت اور استحکام دینا چاہتے ہیں۔ چیئرمین سینیٹ نے اُمید ظاہر کی کہ آذربائیجان کے صدر جناب الہام علیف کا متوقع دورہ دونوں ممالک کے برادرانہ تعلقات کو مزید مضبوط بنیاد فراہم کرے گا۔ انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا کہ دونوں ملکوں کے درمیاں ادارہ جاتی روابط باقاعدگی سے منعقد ہو رہے ہیں۔ چیئرمین سینیٹ نے پارلیمانی تعاون کے فروغ پر بھی اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک کی پارلیمانوں کے درمیان تعلقات مزید مضبوط ہوئے ہیں۔ چیئرمین سینٹ سید یوسف رضا گیلانی نے اعلیٰ سطح پر پارلیمانی وفود کے تبادلوں کو انتہائی تسلی بخش قرار دیتے ہوئے اپنے دورہ آذربائیجان کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ انکی سربراہی میں پاکستانی پارلیمانی وفد نے فروری 2025ء میں باکو میں منعقدہ ایشین پارلیمانی اسمبلی (APA) کے اجلاس میں شرکت کی۔ چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ دونوں ممالک کی پارلیمانی فرینڈشپ گروپس کے درمیان بھی رابطے مضبوط ہو رہے ہیں، جو عوامی سطح پر تعلقات کے فروغ کا باعث بنیں گے۔ چیئرمین سینیٹ نے آذربائیجان کی اسپیکر کو نومبر میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والی بین الپارلیمانی اسپیکر کانفرنس کے بارے میں بھی آگاہ کیا اور باقاعدہ دعوت بھی دی۔ آذربائیجان کی اسپیکر نے چیئرمین سینیٹ کا شکریہ ادا کیا اور دوطرفہ تعاون کو مزید مضبوط کرنے کیلئے روابط کو اہم قرار دیا۔ معاشی اور سرمایہ کاری کے شعبے پر گفتگو کرتے ہوئے چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ پاکستان آذربائیجان کو ایک اہم سرمایہ کار شراکت دار کے طور پر دیکھتا ہے۔ تجارتی روابط کے حوالے سے چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ اگرچہ دونوں ممالک کے درمیان تجارت میں اضافہ ہوا ہے، تاہم اس میں مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ علاقائی روابط پر بات کرتے ہوئے چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ پاکستان خطے میں امن اور خوشحالی کے فروغ کو اپنی ترجیحات میں شامل رکھتا ہے۔ پاکستان وسطی ایشیا اور جنوبی ایشیا کے مابین تجارتی راستوں کے قیام کے لیے ایک قدرتی پل کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ سیاحت کے شعبے میں بھی باہمی تعاون کو فروغ دینے کیلئے وسیع گنجائش موجود ہے۔ اختتامی کلمات میں چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ پاکستان اور آذربائیجان کے تعلقات وقت کے ساتھ مزید مضبوط ہوں گے۔ انہوں نے آذربائیجان کی قیادت کو پاکستان کے دورے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ ہم صدر الہام علیف کا پاکستان میں پرتپاک استقبال کرنے کے منتظر ہیں۔

(10)

کیس میں دوران سماعت اس وقت دلچسپ صورتحال پیدا ہوئی جب ججز میں آپس میں ہلکی پھلکی نوک جھونک ہوئی۔ تفصیلات کے مطابق سپریم کورٹ میں ان دنوں 26 ویں آئینی ترمیم سے متعلق کیس کی سماعت چل رہی ہے جہاں جسٹس امین الدین کی سربراہی میں 8 رکنی آئینی بینچ یہ کیس سن رہا ہے، آج کی سماعت کے دوران جسٹس جمال مندوخیل نے ریمارکس دیئے کہ سمجھ میں نہیں آتا آئین کے کسی آرٹیکل کو سائیڈ پر کیسے رکھا جائے؟ جسٹس عائشہ ملک نے جواب دیا کہ عدالتی فیصلے موجود ہیں کہ جو شق چیلنج ہوا سے کیسے سائیڈ پر رکھا جاتا ہے، جسٹس جمال مندوخیل بولے کہ یہ جواب وکیل کو دینے دیں، میں وکیل سے بات کر رہا ہوں آپ سے نہیں۔ جسٹس جمال مندوخیل نے مزید ریمارکس دیئے کہ سپریم کورٹ رولز کے حوالے سے 24 ججز بیٹھے تھے ان کے سامنے رولز بنے، اس پر جسٹس عائشہ ملک نے کہا کہ سب کے سامنے نہیں بنے، میرا نوٹ موجود ہے، میٹنگ منٹس منگوائے جائیں، جسٹس مندوخیل بولے کہ سب ججز کو ان پٹ دینے کا کہا گیا تھا، جسٹس عائشہ ملک نے استفسار کیا کہ آپ ریکارڈ منگوا رہے ہیں ناں۔ اس پر جسٹس جمال مندوخیل نے کہا کہ مجھے آپ بات کرنے دیں، اونچی آواز میں انٹرپٹ نہ کریں، یہ سن کر جسٹس عائشہ ملک نے جسٹس جمال مندوخیل کو جواب دیا کہ ریکارڈ منگوائیں سب پتہ چل جائے گا، منگوا رہیں ہیں نہ آپ؟، اس موقع پر جسٹس مندوخیل نے کہا کہ یہ کیس آگے نہیں چلے گا جب تک یہ کلیئر نہیں ہوتا، مجھے جھوٹا کہا جا رہا ہے، میں پوری قوم کے سامنے سب رکھوں گا، یہاں جسٹس مسرت ہلالی نے مداخلت کی اور کہا کہ ابھی لائیو سٹریمنگ نہیں چل رہی جو پوری قوم دیکھ رہی ہے، ججز ایک دوسرے پر آواز اونچی نہ کریں۔

(11)

نے کہا کہ خفیہ ذرائع اور ٹیکنیکل ٹریکنگ کی مدد سے ان کا ٹھکانہ معلوم کر لیا گیا ہے، سکیورٹی ادارے مکمل الرٹ ہیں اور کارروائی کے لیے تیار کھڑے ہیں، دونوں رہنماں کو پرامن طریقے سے خودسپردگی کی ہدایت کی جاتی ہے۔ پولیس کے مطابق اگر وہ زخمی ہیں تو ریاست طبی سہولیات فراہم کرے گی بشرطیکہ وہ خود کو قانون کے حوالے کریں، تاحال ان کے زخمی ہونے کی تصدیق نہیں ہو سکی، گرفتاری سے بچنے کی کوشش ایک دن سے زیادہ نہ چل سکی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ چھپنے کی کوئی جگہ باقی نہیں بچی، کارروائی قانونی دائرے میں رہے گی، مگر گرفتاری ہر صورت یقینی بنائی جائے گی، دونوں رہنماں کا دائرہ محدود کر دیا گیا ہے۔ پولیس نے خبردار کیا ہے کہ اگر کسی نے ان کی معاونت کی تو اس کے خلاف سخت قانونی کارروائی ہوگی، ریاست نے نرمی کا دروازہ کھلا رکھا ہے، مگر قانون سے بھاگنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حکام کے مطابق اب فیصلہ حافظ سعد اور انس رضوی کو کرنا ہے، مزاحمت یا خودسپردگی؟۔

(12)

نہیں آئی۔ بارڈر کی بندش کی وجہ سے مال بردار ٹرکوں کی لمبی قطاریں لگ گئی ہیں اور تاجروں کو کروڑوں روپے کے مالی نقصان کا خدشہ ہے۔ دوسری جانب افغان مہاجرین کی وطن واپسی کا سلسلہ جاری ہے اور ہزاروں افغان فیملیز سرحد پار کر چکی ہیں۔ سرحدی حکام کا کہنا ہے کہ کشیدگی کے حل کے لیے دونوں ممالک کے درمیان رابطے جاری ہیں، مگر فی الحال ڈیڈلاک برقرار ہے۔ عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ سرحدی علاقوں میں غیر ضروری آمد و رفت سے گریز کریں اور حالات کے مطابق حفاظتی اقدامات پر عمل کریں۔

(13)

اقوام متحدہ میں خطاب کرتے ہوئے آصف خان نے کہا کہ جموں و کشمیر بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ متنازعہ علاقہ ہے، مسئلہ کشمیر کا حل اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے ہے، بھارت خود سلامتی کونسل میں مسئلہ لے کر آیا اب وعدوں سے فرار چاہتا ہے۔ پاکستانی سفیر نے مزید کہا کہ پاکستان کشمیریوں کی منصفانہ اور پرامن جدوجہد آزادی کی حمایت جاری رکھے گا، بھارت کا غیر ذمہ دار رویہ خطے کے امن کیلئے خطرہ ہے، بھارت خود کو مظلوم ظاہر کر کے اپنی اصل ریاستی دہشتگردی چھپا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت میں اقلیتوں پر مظالم کی متعدد عالمی تنظیموں کی رپورٹس موجود ہیں، اقوام متحدہ کے فورم پر بھارت کی منافقت کو بے نقاب کرتے رہیں گے، ہزاروں پاکستانی شہری بھارتی حمایت یافتہ دہشتگردی کا نشانہ بنے۔ آصف خان کا کہنا تھا کہ بھارت کی دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت نہیں سب سے بڑی گمراہ ریاست ہے۔

(14)

2026 میں 3.4 فیصد تک پہنچنے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ رپورٹ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ پاکستان میں مہنگائی کی شرح 2025 میں 23.6 فیصد جبکہ 2026 میں 14.3 فیصد رہنے کا امکان ہے۔ آئی ایم ایف کے مطابق کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ 2025 میں جی ڈی پی کا 1.8 فیصد اور 2026 میں کم ہو کر 1.3 فیصد تک آنے کی پیش گوئی ہے۔ آؤٹ لک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بے روزگاری کی شرح 2025 میں 8.3 فیصد اور 2026 میں 7.3 فیصد رہنے کا امکان ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان تیل درآمد کرنے والے ممالک میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ پاکستان میں استحکام کے باوجود افراط زر کا چیلنج برقرار ہے۔

(15)

نہیں لائی۔ عدالت نے بشریٰ بی بی کے خلاف 29 مقدمات کا ریکارڈ طلب کرتے ہوئے عبوری ضمانتوں میں 4 نومبر تک توسیع کر دی۔ جج امجد علی شاہ نے حکم دیا کہ آئندہ تاریخ پر تمام 29 مقدمات کا ریکارڈ پیش کیا جائے۔ عدالت نے فریقین وکلا کو بھی آئندہ تاریخ پر حتمی دلائل پیش کرنے کی ہدایت کی، جبکہ پولیس کو جیل میں بانی پی ٹی آئی کی اہلیہ بشریٰ بی بی سے تفتیش بھی مکمل کرنے کا حکم دیا۔

(16)

جہاد ازعور اور ان کی ٹیم سے تفصیلی ملاقات کی، دونوں فریقوں نے پاکستان کے اصلاحاتی ایجنڈے پر بات چیت کی اور اس عمل کو جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا۔ ملاقات میں ایکسٹینڈڈ فنڈ فیسلٹی (ای ایف ایف) کے دوسرے جائزے پر پیش رفت اور میکرو اکنامک استحکام کی اہمیت پر بھی تبادلہ خیال ہوا۔ سینیٹر اورنگزیب نے دولتِ مشترکہ (کامن ویلتھ) کے وزرائے خزانہ کے اجلاس میں شرکت کرتے ہوئے پائیدار اور مضبوط شراکت داری کیلئے عملی اقدامات پر زور دیا۔ انہوں نے انفراسٹرکچر اینڈ نیشنل ریزیلینس ہب اور ٹیکنیکل اسسٹنس فنڈ کے قیام کی حمایت کی، جو ترقی پذیر ممالک کی استعداد کار میں اضافے کے لیے قائم کیا جا رہا ہے۔ وزیر خزانہ نے موسمیاتی مالی معاونت کیلئے عالمی کوششوں کی ضرورت پر بھی زور دیا اور عالمی بینک گروپ کے سینئر مینجنگ ڈائریکٹر ایکسل وین ٹروٹسین برگ سے ملاقات میں پاکستان کے ترقیاتی ایجنڈے کے لیے ورلڈ بینک کے تعاون پر اظہار تشکر کیا۔ انہوں نے موسمیاتی تبدیلی کو پاکستان کے لیے وجودی خطرہ قرار دیا اور حالیہ سیلابوں کو اس کی واضح مثال قرار دیا۔ یو ایس پاکستان بزنس کونسل کے اراکین سے ملاقات میں وزیر خزانہ نے پاکستان کے معاشی اشاریوں میں بہتری، نجی شعبے کے فروغ اور تجارتی و صنعتی شعبوں میں امریکی سرمایہ کاری کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے مائننگ، زراعت، آئی ٹی اور فارماسیوٹیکل جیسے شعبوں میں دوطرفہ تعاون کو فروغ دینے کی امید ظاہر کی۔ امریکی محکمہ خزانہ کے حکام رابرٹ کیپ روتھ اور جوناتھن گریفسٹائن سے ملاقات میں پاکستان کی معاشی بنیادوں اور آئی ایم ایف پروگرام کے تحت ہونے والی پیش رفت پر تبادلہ خیال ہوا۔ وزیر خزانہ نے ورچوئل اثاثوں کی ریگولیشن سے متعلق حالیہ قانون سازی اور تجارتی معاہدوں کا بھی ذکر کیا۔ انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (IFC) کے ریجنل وائس پریذیڈنٹ ریکارڈو پولیتی سے ملاقات میں ریکوڈک منصوبے کی مالی تکمیل میں تیزی لانے پر اتفاق کیا گیا، جبکہ اسلام آباد میں آئی ایف سی کے نئے ریجنل دفتر کے قیام کا بھی خیر مقدم کیا گیا۔ اسلامی ترقیاتی بینک کے صدر ڈاکٹر محمد سلیمان الجاسر سے ملاقات میں جاری ترقیاتی منصوبوں، ایم 6- موٹروے کے لیے مالی معاونت اور پولیو کے خاتمے جیسے اہم شعبوں پر تعاون جاری رکھنے پر اتفاق کیا گیا۔ دورے کے دوران وزیر خزانہ نے سٹی بینک، بین الاقوامی میڈیا اداروں)ایسوسی ایٹڈ پریس، رائٹرز (اور پاکستانی سفیر رضوان سعید شیخ کی جانب سے دیے گئے عشائیے میں بھی شرکت کی۔ سٹی بینک کے ساتھ ملاقات میں انہوں نے پاکستان کے ڈیجیٹل اور مالیاتی شعبے میں سرمایہ کاری کے امکانات پر تبادلہ خیال کیا۔ وزارت خزانہ کے مطابق واشنگٹن میں وزیر خزانہ کی مصروفیات پاکستان کے عالمی مالیاتی اداروں اور ترقیاتی شراکت داروں کے ساتھ تعلقات کو مزید مضبوط بنانے اور معیشت کو پائیدار و جامع ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے عزم کی عکاس ہیں۔

(17)

میں جمع ہو چکا ہے، وزیراعلیٰ سندھ سے طیارے کیلئے درخواست کی ہے۔ صحافی کے سوال پر گورنر خیبر پختونخوا نے کہا کہ بلاول بھٹو سے کان میں ہونے والی باتیں آپ کو نہیں بتا سکتا۔ اُن کا کہنا تھا کہ میں نے ہمیشہ کہا ہے قانون اور آئین پر عمل درآمد کریں گے۔ اس سے قبل چیف جسٹس پشاور ہائیکورٹ ایس ایم عتیق شاہ نے نومنتخب وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی کے حلف کے حوالے سے محفوظ فیصلہ سنا دیا۔ فیصلے میں کہا گیا کہ گورنر خیبر پختون خوا نومنتخب وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی سے بدھ کے دن 4 بجے حلف لیں۔ عدالتِ عالیہ نے اپنے فیصلے میں یہ بھی کہا ہے کہ اگر گورنر نے حلف نہیں لیا تو اسی دن اسپیکر نومنتخب وزیر اعلیٰ سے حلف لیں۔

(18)

اعتماد اور ایسی دنیا کو گھومنے پھرنے میں خودانحصاری کی ایک طاقتور علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سفید چھڑی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ واقعی ایک مہذب اور ترقی پسند معاشرے کی پیمائش اس کی بلند ترین عمارتوں یا مضبوط ترین معیشت سے نہیں بلکہ اس بات کو یقینی بنانے کے اس عزم سے ہوتی ہے کہ ہر فرد، جسمانی صلاحیت سے قطع نظر اپنی برادری میں تحفظ کے ساتھ نقل و حرکت کی آزادی سے لطف اندوز ہو اور اسے زندگی کے تمام شعبوں میں مواقع تک مساوی رسائی حاصل ہو۔ صدر آصف علی زرداری نے کہا کہ حکومت پاکستان جامع معاشرے کی تشکیل کے لئے سٹریٹجک اقدامات پر عمل درآمد جاری رکھے ہوئے ہے اور وہ اس ضمن میں مختلف متعلقہ فریقوں کے ساتھ قریبی تعاون سے کام کر رہی ہے۔ ہمارا جامع نقطہ نظر خصوصی افراد کے لیے زندگی کے متعدد پہلوؤں خاص طور پر بصارت سے محروم افراد پر توجہ دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عوامی مقامات پر جسمانی رسائی کو منظم طریقے سے بہتر کر رہے ہیں، خصوصی پروگراموں اور وسائل کے ذریعے تعلیمی مواقع کو بڑھا رہے ہیں، پبلک سیکٹر کے اقدامات اور نجی شعبے کی

Daily ASKAR INTERNATIONAL QUETTA
MEMBER A.P.N.S
روزنامہ عسکر انٹرنیشنل کوئٹہ
چیف ایڈیٹر: سید فاروق شاہ
رجسٹرڈ نمبر BC-A-21

چیف ایڈیٹر و پبلشر سید فاروق شاہ نے روزنامہ عسکر انٹرنیشنل کوئٹہ کو انڈیپنڈنٹ پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر روزنامہ عسکر انٹرنیشنل آفس نمبر 315 یونیورسل کمپلیکس 3ed فلور سے شائع کیا۔ فون نمبر:۔
03318383955 0812837048

اسرائیلی یرغمالیوں اور فلسطینی قیدیوں کی رہائی

فلسطینی مزاحمتی گروپ حماس نے جنگ بندی کے معاہدے کے بعد سوموار کو غزہ میں موجود تمام 20 اسرائیلی یرغمالیوں کو دو مختلف مراحل میں بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی کے حوالے کر دیا جبکہ بین الاقوامی میڈیا رپورٹس کے مطابق 28 یرغمالیوں کی لاشیں بھی جلد اسرائیل کے سپرد کر دی جائیں گی۔ حماس نے پہلے مرحلے میں سات جبکہ دوسرے مرحلے میں 13 یرغمالیوں کو جنوبی غزہ کے شہر خان یونس میں منتقل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسرائیلی جیلوں سے فلسطینی قیدیوں کی رہائی کا عمل بھی شروع ہو چکا ہے، سینکڑوں فلسطینی قیدیوں کو لے کر لگ بھگ 38 بسیں اسرائیل سے غزہ پہنچ گئیں، الجزیرہ کے مطابق معاہدے کے تحت دو ہزار فلسطینی قیدیوں کو رہا کیا جانا ہے جن میں سے عوفر جیل سے ایک ہزار 966 فلسطینی قیدیوں کو رہا کیا گیا جبکہ بعض کو ڈی پورٹ کیا جائے گا۔ اسرائیل میں لوگ جھنڈے لہراتے غزہ کے قریب واقع فوجی کیمپ ریئم کے نزدیک جمع ہو گئے جہاں یرغمالیوں کی آمد متوقع تھی۔ تل ابیب کے ''یرغمالی چوک'' میں بھی سینکڑوں افراد موجود تھے جن کے ہاتھوں میں اسرائیلی جھنڈے اور یرغمالیوں کی تصاویر والے پوسٹر تھے۔ اسرائیل اور حماس کے درمیان طے پانے والے اِس جنگ بندی معاہدے کو دو سال سے جاری جنگ کے خاتمے کی طرف سب سے بڑا قدم قرار دیا جا رہا ہے جس کے ذریعے ایک پائیدار اَمن کی راہ ہموار کرنے کی کوشش ہے۔ یہ جنگ بتدریج علاقائی تنازعے میں تبدیل ہوتی چلی جا رہی تھی، اِس کا دائرہ ایران، یمن اور لبنان جیسے ممالک تک پھیل گیا تھا، اِس جنگ نے نہ صرف اسرائیل کی بین الاقوامی سطح پر تنہائی کو بڑھایا بلکہ مشرق وسطیٰ کے سیاسی نقشے کو بھی بدل کر رکھ دیا۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ جنگ بندی کے پہلے مرحلے کے بعد فلسطینیوں کو امداد پہنچنا شروع ہو گئی ہے، اسرائیلی فوج نے جزوی انخلاء شروع کر دیا اور اب ہزاروں جبراً بے گھر کیے گئے فلسطینی شمالی غزہ کے تباہ شدہ شہروں اور قصبوں کی جانب واپس جانا شروع ہو گئے ہیں اور اب امید کی جا رہی ہے کہ خطے میں اَمن قائم ہو جائے گا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسرائیل کے جنگ بندی پر عملدرآمد پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا تھا، حماس نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور غزہ جنگ بندی معاہدے کے ثالثوں سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ یقینی بنائیں کہ اسرائیل علاقے میں فوجی کارروائیاں دوبارہ شروع نہیں کرے گا۔ حماس کے ترجمان حازم قاسم نے امریکی صدر کے اُس بیان کا خیر مقدم کیا جس میں اُنہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ اسرائیل کی غزہ پٹی پر جنگ ختم ہو چکی ہے ساتھ ہی انہوں نے تمام ثالثوں اور بین الاقوامی فریقوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اسرائیل کے رویے کی نگرانی جاری رکھیں اور یہ یقینی بنائیں کہ وہ ان کے خلاف اپنی جارحیت دوبارہ شروع نہ کرے۔ یاد رہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اتوار کو واشنگٹن سے اسرائیل روانہ ہوتے ہوئے ایئر فورس ون میں صحافیوں سے گفتگو میں کہا تھا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے۔

مکالمے کی گمشدگی

نسیم شاہد

آج مجھے شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ ہمارا سیاسی و سماجی نظام سے مکالمہ روٹھ گیا ہے، بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ دم توڑ گیا اور بس اس کی آخری رسومات ادا کرنا رہ گئی ہیں، کس قدر عجیب بات ہے کہ جو ملک مکالمے کے زور پر آزاد ہوا۔ آج اس میں ایشو چھوٹا ہو یا بڑا اہم مذاکرات اور مکالمے کے ذریعے اسے حل کرنے کے قابل نہیں رہے۔ آپ نے حالیہ دنوں میں دیکھا کہ جب مکالمہ آزاد کشمیر میں روٹھا تو کتنی ہلچل مچی، کتنا نقصان ہوا، مگر جونہی میز پر بیٹھ کے مکالمہ اور مذاکرات کئے گئے تو مسائل کا حل نکل آیا، احتجاج بھی ختم ہو گیا اور امن بھی آ گیا۔ گزشتہ چند دنوں کا ہیجان اور ڈیڈ لاک طاقت کے زور پر ختم کیا گیا، وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے آپ پھوڑے کا اوپر سے آپریشن کر دیں اور جو اندر خرابی ہے، اسے ٹھیک نہ کریں۔ اچھا سرجن حتی الامکان یہ کوشش کرتا ہے کہ آپریشن کے بغیر مرض ٹھیک ہو جائے، کیونکہ آپریشن کے بعد کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک کی بجائے کئی جگہ زخم نکل آتے ہیں۔ اب یہ جو کچھ ہوا ہے سڑکیں دھونے اور صاف کرنے سے اس کے آثار اور مناظر تو غائب ہو جائیں گے، مگر جو زخم لگتے ہیں، وہ تا دیر درد کی ٹیسیں بن کر صورت حال کو نارمل نہیں ہونے دیں گے۔ میں تو اپنی زندگی میں نجانے کتنے دھرنے، کتنے لانگ مارچ، کتنے جلسے اور جلوس دیکھ چکا ہوں، انہیں پرامن طور پر گزرنے دیا جائے تو چند دنوں میں ایک بھولی بسری یاد بن کر رہ جاتے ہیں مگر جونہی طاقت کے استعمال سے انہیں روکنے کی کوشش کی جائے تو ایک سانحہ بن کر زندہ ہو جاتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو سے بھی یہ غلطی ہوئی تھی کہ وہ مکالمے کی طرف تاخیر سے آئے، پہلے انہوں نے اپنی کرسی کے ہتھے پر مکا مار کے کہا تھا بھٹو مضبوط نہیں مگر یہ کرسی بہت مضبوط ہے۔ پھر سب نے دیکھا کہ مکالمے کی یہی تاخیر بھٹو کو کہاں سے کہاں لے گئی۔ ایک ایسے ملک میں جو فیڈریشن ہے، کسی بھی صورت طاقت کے زور پر نہیں چلایا جا سکتا۔ اس کے لئے مکالمے کی قدم قدم پر ضرورت پڑتی ہے اور پڑنی بھی چاہیے۔ صوبوں کا وفاق سے مکالمہ، وفاق کا صوبوں سے مکالماتی رابطہ فیڈریشن کو مضبوط بناتا ہے۔ ہم نے اپنی تاریخ میں یہ بھی دیکھا کہ وفاق میں اگر ایک پارٹی کی حکومت ہے اور صوبے میں دوسری پارٹی کی، تو کھچاؤ اس حد تک بڑھایا گیا کہ وزیراعلیٰ، وزیراعظم کا استقبال کرنے ائرپورٹ نہیں جاتا تھا۔ یہ احمقانہ سوچ اور غیر آئینی اقدام تھا جس کا نتیجہ کسی نہ کسی صورت بھگتنا پڑا۔ ایسی سوچ نے اپنے اپنے ادوار میں جمہوریت کو کمزور بھی کیا اور آمریت کے لئے راہ بھی ہموار کی۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے وقت کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنی اچھی روایات و اقدار کو کھویا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ حکومت اور اپوزیشن میں جو بھی مسائل پیدا ہوتے تھے۔ ان کے لئے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جاتا تھا۔ معاملات اسمبلی کے اندر ہوں یا باہر اسی روایت سے کوئی نہ کوئی حل نکال لیا جاتا تھا، جہاں تک احتجاج اور لانگ مارچ کا تعلق ہے تو اس پر بھی گفت و شنید کے ذریعے کوئی راہ نکال لی جاتی تھی۔ جب جب اس سے ہٹ کر دوسری راہ نکالی گئی اور طاقت کے استعمال سے دبانے کی پالیسی پر عملدرآمد کیا گیا حالات سدھرے نہیں بلکہ نئی خرابیوں کا پیش خیمہ بن گئے۔ کتنے ہی ایسے ایشوز ہیں جو ہم مکالمے کے ذریعے حل ہوتے اور طاقت کے استعمال سے بگڑتے دیکھتے ہیں، پر سیاست اور جمہوریت کا تو اصول ہی یہی ہے کہ بات کرو اور حل نکالو۔ دنیا میں اسی اصول پر امن قائم ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک ملک طاقت پر گھمنڈ کرے اور دوسرا دب جائے۔ اس سے حل نکلتا ہے اور نہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ ہم اگر نہ مانیں تو اور بات ہے وگرنہ زمینی حقائق یہی ہیں کہ ہم مکالمے کی گمشدگی کے باعث مسائل کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بلوچستان میں مکالمے کی اشد ضرورت ہے۔ وہاں بھی ایک خلاء ہے جس نے مسائل کو ہوا دے رکھی ہے۔ بلوچ قوم پرست جماعتیں ہوں یا ان کی نئی قیادت ان کے ساتھ مکالمے کے ذریعے راہیں کھولی جا سکتی ہیں، مگر ہم نہیں کھول رہے۔ اگر ان کے کچھ مطالبات ہیں تو ریاست کے بھی تو کچھ مقاصد اور تقاضے ہوں گے یہ تو میز پر بیٹھ کر ہی پتہ چلے گا۔ کون کیا مانگ رہا ہے اور اس کا حق بنتا بھی ہے یا نہیں، لیکن اگر ہم یہ دروازہ ہی بند کئے رکھتے ہیں تو کوئی ایسا معجزہ نہیں ہو سکتا کہ ایک دن اچانک ہم صبح سو کر اٹھیں اور ہمیں خبر ملے کہ تمام مسائل حل ہو گئے ہیں اور راوی چین ہی چین لکھ رہا ہے۔ مکالمے کو دیس نکالا دے کر ہم ملک میں نہ استحکام پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی سیاسی ہم آہنگی، جب ہم ایک دوسرے کی بات سننا اور سنانا ہی نہیں چاہتے تو ٹھہراؤ کیسے آئے گا؟ بعض مبصرین کا خیال ہے رٹ آف گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے طاقت کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بجا ارشاد ہے مگر رٹ آف گورنمنٹ چیلنج ہوتی ہو تو بات ہے ناں۔ رٹ آف گورنمنٹ اس وقت چیلنج ہوتی ہے جب ملک کے کسی حصے میں کوئی گروہ یہ اعلان کر دے کہ وہ پاکستان کے آئین و قانون کو نہیں مانتا، جہاں اس کی عملداری ہے اس پر قانون بھی اس کا ہے اور نظام بھی اس کا۔ اس پر ریاستی اداروں کا حرکت میں آنا اور اس سوچ کو کچلنا ضروری ہو جاتا ہے، لیکن اگر کوئی گروہ یا جماعت قانون و آئین کے دائرے میں کسی مسئلے پر احتجاج کرنا چاہتی ہے اور یہ حق اسے آئین بھی دیتا ہے تو اسے طاقت سے کچلنے کی بجائے مذاکرات کے ذریعے احتجاج کی حدود و قیود طے کی جا سکتی ہیں۔ پچھلے کچھ عرصے سے لگ رہا ہے اس راستے کو اپنانے کی بجائے طاقت کے ذریعے احتجاج کے حق اور آواز کو دبانے کی پالیسی اختیار کر لی گئی ہے۔ یہ پالیسی کتنی کامیاب رہی ہے، اس پر تو خود ارباب اختیار کو سوچنا چاہیے تاہم بادی النظر میں ایسا لگ رہا ہے کہ ہم انتشار کو بڑھاتے جا رہے ہیں۔ وزراء کے لہجے میں بھی طاقت کی سختی ہوتی ہے، حالانکہ ان کے لہجے میں مفاہمت کی چاشنی ہونی چاہیے۔ لاہور کئی دن محاذ آرائی کی لپیٹ میں رہا۔ کسی طرف سے بھی مکالمے کی سنجیدہ راہ نہیں نکالی گئی۔ پھر جو کچھ ہوا اسے افسوسناک ہی کہا جا سکتا ہے۔ اس سے علاقہ تو خالی کرا لیا گیا مگر اس کے لئے جو قیمت چکانا پڑی اس سے بچا جا سکتا تھا۔ بات کی بجائے بلٹ کا راستہ دنیا بھر میں ناکام ہو چکا ہے۔ پائیدار اور پرامن حل مذاکرات کے ذریعے ہی آتا ہے۔ حکومت اور سیاسی جماعتوں کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ مکالمے کو کسی صورت ترک نہیں کریں گے چاہے اپنی انا کو کچلنا ہی کیوں نہ پڑے۔ آج مجھے شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ ہمارا سیاسی و سماجی نظام سے مکالمہ روٹھ گیا ہے، بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ دم توڑ گیا اور بس اس کی آخری رسومات ادا کرنا رہ گئی ہیں، کس قدر عجیب بات ہے کہ جو ملک مکالمے کے زور پر آزاد ہوا۔ آج اس میں ایشو چھوٹا ہو یا بڑا اہم مذاکرات اور مکالمے کے ذریعے اسے حل کرنے کے قابل نہیں رہے۔ آپ نے حالیہ دنوں میں دیکھا کہ جب مکالمہ آزاد کشمیر میں روٹھا تو کتنی ہلچل مچی، کتنا نقصان ہوا، مگر جونہی میز پر بیٹھ کے مکالمہ اور مذاکرات کئے گئے تو مسائل کا حل نکل آیا، احتجاج بھی ختم ہو گیا اور امن بھی آ گیا۔ گزشتہ چند دنوں کا ہیجان اور ڈیڈ لاک طاقت کے زور پر ختم کیا گیا، وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے آپ پھوڑے کا اوپر سے آپریشن کر دیں اور جو اندر خرابی ہے، اسے ٹھیک نہ کریں۔ اچھا سرجن حتی الامکان یہ کوشش کرتا ہے کہ آپریشن کے بغیر مرض ٹھیک ہو جائے، کیونکہ آپریشن کے بعد کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک کی بجائے کئی جگہ زخم نکل آتے ہیں۔ اب یہ جو کچھ ہوا ہے۔

عمران خان چاہتے کیا ہیں۔۔۔؟

عرفان صدیقی

افغانستان میں، خوں آشام دہشت گردوں کی پرورش و نمو کرنے والی تربیت گاہوں اور محفوظ پناہ گاہوں کے خلاف ایک فیصلہ کن آپریشن ناگزیر ہو گیا تھا۔ سو حکومت اور مسلح افواج نے ایک دلیرانہ فیصلہ کیا۔ مشن جاری ہے۔ عین اُس وقت، خیبر پختون خوا میں عمران خان نے ایک ایسی متوازی حکمت عملی کا فیصلہ کیا ہے جو وفاقی حکومت اور عساکرِ پاکستان کے اہداف و مقاصد سے نہ صرف مطابقت نہیں رکھتی، بلکہ بڑی حد تک متصادم ہے۔ اس حکمتِ عملی کی تمام تر ہمدردیاں اُن عناصر کے ساتھ ہیں جو شہریوں اور مسلح افواج پر حملے کر کے، کچھ دلوں میں پائی جانے والی نفرت و کدورت کے لئے آسودگی کا سامان کر رہے ہیں۔ یہ 29 جنوری 2014ء کا ذکر ہے۔ پارلیمنٹ میں موجود جماعتوں سے مشاورت کے بعد وزیراعظم نواز شریف نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم امن کو ایک اور موقع دینا چاہتے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ٹی۔ٹی۔پی (تحریکِ طالبان پاکستان) کے ساتھ بات چیت کا راستہ کھولا جائے۔ کوئی ایسی بات نہیں مانی جائے گی جو پاکستانی ریاست اور اس کی حاکمیت اعلیٰ سے متصادم ہو۔ اس موقع پر وزیراعظم نے، قومی اسمبلی میں ہی چار رُکنی مذاکراتی کمیٹی کا اعلان کیا جس کی منظوری ایوان نے ڈیسک بجا کر دی۔ سب سے پُرجوش ردِعمل عمران خان کا تھا۔ چار رُکنی کمیٹی میں مجھے بطور حکومتی نمائندے کے شامل کیا گیا۔ دیگر ارکان میں افغان امور کے ماہر اور معروف صحافی رحیم اللہ یوسفزئی، سابق سفیر رستم شاہ مہمند اور افغان امور سے گہری آگاہی رکھنے والے میجر (ر) محمد عامر شامل تھے۔ خلاف توقع، ٹی۔ٹی۔پی نے اس پیش رفت کو فوری طور پر خوش آمدید کہا۔ اگلے ہی دن انہوں نے باضابطہ طور پر اطلاع دی کہ سرکاری کمیٹی سے بات چیت کے لئے ہم نے بھی چار ارکان کی کمیٹی نامزد کر دی ہے۔ اب جگر تھام کے اس تاریخی حقیقت کے کچوکے کے لئے تیار ہو جایئے کہ وہ چار شخصیات کون سی تھیں جن پر طالبان نے نہ صرف اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا بلکہ اُنہیں اپنی نمائندگی کا اعزاز بھی بخشا۔ ٹی۔ٹی۔پی کی نامزد کردہ کمیٹی میں، پہلا نام، تحریک انصاف کے بانی عمران خان کا تھا۔ دوسرا مولانا سمیع الحق مرحوم کا، تیسرا اسلام آباد لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز کا اور چوتھا جماعت اسلامی کے راہنما پروفیسر محمد ابراہیم کا۔ میں نے مولانا سمیع الحق سے پوچھا کہ کیا واقعی ٹی۔ٹی۔پی نے عمران خان کو اپنی مذاکراتی کمیٹی کے نمائندے کے طور پر نامزد کیا ہے؟ مولانا نے مجھ سے تھوڑا وقت لیا اور تصدیق کرتے ہوئے کہنے لگے ۔۔۔ ''انہوں نے نامزد ہی نہیں کیا، اصرار بھی کر رہے ہیں۔'' جب میں نے یہ بات وزیراعظم نواز شریف کو بتائی تو وہ تصویرِ حیرت بنے مجھے دیکھتے رہ گئے۔ پھر بولے ''کیا واقعی؟'' میں نے کہا کہ ''جی ہاں''۔ کہنے لگے ۔۔ ''آپ ری چیک کر لیں۔ مجھے تو یہ بہت عجیب سی بات لگتی ہے۔'' 'ری چیک' نے اسے مزید مستند ٹھہرا دیا۔ خان صاحب تک بات پہنچی تو انہوں نے پارٹی سے مشاورت کے بعد، طالبان مذاکراتی کمیٹی کا رُکن بننے سے معذرت کر لی تاہم انہوں نے وزیراعظم نواز شریف سے کہا کہ رستم شاہ مہمند کو تحریکِ انصاف کا نمائندہ سمجھ لیا جائے۔ عمران خان، ٹی۔ٹی۔پی کمیٹی کے رُکن تو نہ بنے لیکن افغان طالبان کے بازوئے شمشیر زن کے طور پر کام کرنے اور پاکستان میں دہشت گردی کی ہولناک وارداتیں کرنے والی ٹی۔ٹی۔پی کمیٹی کی طرف سے اُن کی نامزدگی، دونوں کے باہمی اعتماد، گہرے تعلق اور مفاد باہمی کی کہانی ضرور بیان کرتی ہے۔ اس بات کو اب گیارہ سال ہو چکے ہیں۔ کروٹیں بدلتے سیاسی حالات و واقعات کی تُرشی، دونوں کے نشے کو نہیں اُتار سکی۔ عمران خان کے عشق فراواں میں کوئی کمی آئی نہ وہ ٹی۔ٹی۔پی کے دل سے اُترے۔ تازہ ترین حالات سے لگتا ہے کہ حُسن کی شوخیاں بھی قائم ہیں اور عشق کی گرمیاں بھی۔ ٹی۔ٹی۔پی سے عمران خان کی لگاوٹ اور ہمدردی کا ایک بڑا واقعہ، اُن کے عہدِ اقتدار کے آخری مہینوں میں ٹی۔ٹی۔پی جنگجوؤں کی ایک بڑی تعداد کو، صوبہ خیبر پختون خوا لا بسانا تھا۔ یہ تصور کس نے پیش کیا؟ اِس امر کی ضمانت کس نے دی کہ جن کی تلواروں کو خون کی چاٹ لگ گئی ہے وہ پاکستان آ کر معصومیت کے سانچے میں ڈھل کر امن و آشتی کے سفیر کیسے بن جائیں گے؟ کیا ان لوگوں کی باضابطہ رجسٹریشن اور بعد ازاں نگرانی کا کوئی ٹھوس بندوبست بھی بنایا گیا؟ عمران خان کے بقول چالیس ہزار کے لگ بھگ، اِن جنگجوؤں کے اہلِ خاندان لا بسائے گئے، وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ فروری 2023ء میں، وفاقی وزیر ریاض پیرزادہ نے 'ڈان' ٹی۔وی کو انٹرویو دیتے ہوئے انکشاف کیا کہ ۔۔ ''جب افغان جنگ ختم ہوئی تو عمران خان نے بتایا کہ تیس سے چالیس ہزار پاکستانی قبائلی جنگجو واپس آنا چاہتے ہیں۔'' عمران نے مزید کہا ۔۔ ''پی۔ٹی۔آئی حکومت کے سامنے دو ہی راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ ان سب جنگجوؤں کو ہلاک کر دے یا پھر اُن کے ساتھ کسی معاہدے پر پہنچے اور اُنہیں صوبے (خیبر پختون خوا) میں آباد ہونے کا موقع دے۔ واپس آنے والے ان جنگجوؤں کو اور بھی بہت سے مسائل کا سامنا ہے جنہیں حل کرنا ضروری ہے تاکہ صوبے میں امن قائم کیا جا سکے۔'' ریاض پیرزادہ نے یہ بھی بتایا کہ ''ایک 'اِن کیمرا میٹنگ' میں جنرل باجوہ نے ٹی۔ٹی۔پی کو واپس پاکستان لانے کی وکالت کی تھی۔'' اس پر بلاول بھٹو زرداری اور میاں شہباز شریف نے کہا تھا کہ یہ لوگ بے نظیر بھٹو شہید سمیت، کئی اہم شخصیات کے قتل میں ملوث ہیں ۔۔ لیکن فیصلہ کر لیا گیا۔ اس میں خاصی سرگرمی جنرل (ر) فیض حمید نے دکھائی۔ آج، جب کہ اپنے پیاروں کی ہزاروں لاشیں اٹھانے کے بعد، پاکستان کا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اور اُس نے دہشت گردوں، سرپرستوں اور اُن کی پناہ گاہوں پر ضربِ کاری کا فیصلہ کر لیا ہے، عمران خان ایک بار پھر تاریخ کی غلط سمت جا کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ انہوں نے یکایک علی امین گنڈا پور کو ہٹا کر ایک ایسے مرغ دست آموز کو وزیراعلیٰ نامزد کر دیا ہے جس کا سارا زورِ بیاں، دہشت گردوں کی ہم نوائی پر صرف ہوتا رہا، جو اُن کے خلاف کسی بھی آپریشن کے حق میں نہیں اور جو اِن جنگجوؤں کو اپنی سیاسی سپاہ کا ہراول دستہ سمجھتا ہے۔ کیا عمران خان حکومت گرانے اور انقلاب عظیم بپا کرنے کے لئے جلسوں، جلوسوں، دھرنوں، لانگ مارچز، 9 مئی، فائنل کالز، سول نافرمانی، آئی۔ایم۔ایف اور سمندر پار پاکستانیوں سے اپیلوں سے مایوس ہو کر یہ انتہائی خطرناک حربہ استعمال کرنے جا رہے ہیں کہ پاکستان کی حکومت اور مسلح افواج کو دہشت گردوں کے ہاتھوں زچ کر دیا جائے؟ دو دِن قبل انتہائی مستند شواہد اور معتبر ذرائع تک رسائی رکھنے والے ڈائریکٹر جنرل آئی۔ایس۔پی۔آر لیفٹیننٹ جنرل، احمد شریف کے اِس جملے کا ترجمہ کرنے کے لئے کسی لُغت کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا ۔۔ ''ایک فرد، دہشت گردی واپس لایا۔ ریاست، عوام کو اُس کے فیصلے اور اُس کی خواہش پر نہیں چھوڑ سکتی۔'' کیا عمران خان، جنگجوؤں کی محبت میں خود بھی ایک خوف ناک جنگی مہم کے الاؤ تک آن پہنچے ہیں؟ اُدھر عمران خان کی سوچ میں لتھڑے ''تحریکِ تحفظ آئین پاکستان'' کے اعلامیے میں دُشنام طرازی کی گئی ہے کہ ''قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی ساکھ کھو چکے ہیں۔'' یہ پاکستان کے اُن بیٹوں کو 'خراجِ تحسین' ہے جو وطن اور اہلِ وطن کے لئے اپنے لہو کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں ۔۔۔ اور اُن دہشت گردوں کی پیٹھ پر تھپکی، جو کئی دہائیوں سے ہمارا لہو پی رہے ہیں۔

بیٹھک

ڈاکٹر فوزیہ تبسم

ہر سال جب بھی گرمی کا موسم آتا ہے تو لاہور کے باسی یہی شکوہ کرتے ہیں کہ اس بار پہلے سے زیادہ گرمی ہے جو برداشت نہیں ہو رہی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گرمی کا موسم ہمیشہ ہی تپش اور حبس لے کر آتا ہے اس موسم میں لاہور کے باسی ہر وقت بیزار نظر آتے ہیں۔ یوں تو لاہور میں ادبی اور کلچرل پروگرام پورے سال ہوتے رہتے ہیں مگر سخت گرمی میں اس میں کافی کمی آ جاتی ہے اگر کوئی ادبی محفل رکھ بھی لے تو وہاں جانا ایک عذاب سے کم نہیں ہوتا، مگر جیسے ہی گرمی رخصت ہوتی ہے عوام سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ ہر طرف سے کسی نہ کسی پروگرام کا دعوت نامہ موصول ہونے لگتا ہے۔ شادیاں بھی عموماً اچھے موسم میں ہی کی جاتی ہیں۔ ادبی محفلیں، فیسٹیول اس موسم میں بام عروج پر ہوتے ہیں۔ لاہور کے تمام لکھاری اکٹھے بیٹھنا، مختلف موضوعات پر گفتگو کرنا، سوالات و جوابات کے سیشن کروانا، کڑوا بولانا، سچ سننا یہاں کے پڑھے لکھے لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔ اس بحث مباحثے میں سب مہمان کھلے دل سے اپنی خوبیوں، خامیوں کو قبول کرتے ہیں اپنے مستقبل اور نئی نسل کے لئے اُن کے بہتر مستقبل کے لئے سوچ بچار بھی کرتے نظر آتے ہیں۔ لاہور کی مختلف ادبی تقریبات میں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ بات کتنی ہی پیچیدہ اور ترش کیوں نہ ہو۔ آخر کار صدر محفل اپنی قیمتی رائے سے مستفید کرتے ہیں اور بڑی خوبصورتی سے گفتگو کو سمیٹ کر کسی نتیجے پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہی ہماری محفلوں کا انداز ہے پڑھے لکھے لاہوریے انتہائی خلوص و محبت سے ایک دوسرے کی بات سے متفق ہو جاتے ہیں۔ چند دن پہلے ایسی ہی ایک تقریب کا انعقاد جم خانہ میں کیا گیا تھا۔ اس تقریب کا اہتمام ہر ماہ کیا جاتا ہے جس کے محرک پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال ندیم ہیں جو ماہر اقبالیات، مورخ، محقق، بہت سی کتابوں کے مصنف اور پاکستان فلوسوفیکل ایسوسی ایشن کے صدر بھی ہیں۔ اس پروگرام میں کسی خاص موضوع پر مہمان مقرر خطاب کرتا ہے اور اپنی زندگی کے تجربات سب مہمانوں کے ساتھ شیئر کرتا ہے اور پھر آخر میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس خصوصی اجلاس میں صدارت کے لئے بھی کسی نہ کسی سکالر کو منتخب کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی سمیت مختلف یونیورسٹیوں کے جوان طلباء وطالبات بھی شرکت کرتے ہیں۔ سینئر راوین مختلف شعبہ جات میں اپنی خدمات ادا کرنے کے بعد یا تو ریٹائر ہیں یا کسی شعبے میں اب بھی کام کر رہے ہیں۔ دراصل اس محفل میں ہر مکتبہ فکر کی شخصیات آتی ہیں۔ آج کی اس نشست کا موضوع ''قیام و دفاع پاکستان کی لازوال داستان'' اس پروگرام کی صدارت جناب ڈاکٹر مظفر عباس ڈائریکٹر ادار؟ ثقافتِ اسلامیہ نے فرمائی، جبکہ مہمان مقرر جناب جبار مرزا تھے جو خاص طور پر اسلام آباد سے تشریف لا رہے تھے۔ ان کے لاہور جم خانہ پہنچنے سے پہلے کسی نے کہا کہ نجانے وہ اسلام آباد سے تشریف لائیں گے بھی یا نہیں، راقم نے فوراً کہا کہ وہ وعدے کے پکے ہیں جو فرمایا ہے اس سے شاید 4 منٹ پہلے ہی پہنچ جائیں۔ ایسا ہی ہوا۔ وہ وعدے کے مطابق 4 منٹ پہلے ہال میں تشریف لا چکے تھے تمام حاضرین نے ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال ندیم نے تفصیلاً جناب جبار مرزا کا تعارف کروایا کہ وہ معروف صحافی، شاعر، ادیب اور لاتعداد کتابوں کے مصنف ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ڈاکٹر قدیر خان کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔ جبار مرزا نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا ''قیام و دفاع پاکستان کی لازوال داستان'' ہمیں سنائی گئی۔ ایسے ہی نہیں کہا جاتا کہ لاہور لاہور ہے سوالات کا تابڑ توڑ حملہ ہوا، مرزا صاحب نے ایک موضوع میں کئی موضوع ''ٹھیل'' دیئے۔ انہوں نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ لاہور سے ہمیں روکا گیا تھا کہ ''راوین'' کی اس میٹنگ یا بیٹھک میں نہ آنا یہ مہمان پر طرح طرح کے سوالوں کی بوچھاڑ کر کے اسے پچھاڑ دیتے ہیں۔ کچھ نے کہا کہ یہ مہمان کو نچوڑ کے رکھ دیتے ہیں۔ کچھ نے کہا کہ سارے راوین کے ہاتھ میں چھری دے کر ایک مرغا دیا جائے کہ اسے ذبح کرنا ہے تو جس کے ہاتھ گردن آئے گی وہ تو ذبح کرے گا مگر باقی سارے اس مرغے کی تکہ بوٹی کر دیں گے۔ یہی حال یہ راوین مہمان مقرر کے ساتھ کرتے ہیں۔ ٹنڈ منڈ کر کے چھوڑتے ہیں۔ جبار مرزا کو یہ بھی اطلاع تھی کہ سارے راوین ریٹائرڈ افسر، اساتذہ اور شعبہ جاتی ہیڈ رہ چکے ہیں ان میں کچھ لاٹھی چارج بھی ہیں، یعنی انسپکٹر جنرل پولیس ریٹائرڈ ہیں ایک خیر خواہ نے حتمی فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ خراب ہونا ہے تو بے شک آؤ۔ سو انہوں نے سب وسوسوں کو پسِ پشت کر کے سوچا اب تک وضع داری اور وفاداری میں جتنے بھی آزمائے جا چکے ہیں اس سے زیادہ کوئی کتنا خراب کرے گا۔ جبار مرزا کے ایک خیر خواہ نے تو حتمی فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ خراب ہونا ہے تو بے شک آؤ ہم نے اپنے ان سارے مشیرانِ خاص سے کہا کہ ایک شخص کو محفل سے دھکے دے کر نکالا تو اس شخص نے دروازے پر رک کر کہا ''محفل دیکھو ذرا، ہم اس سے بڑی بڑی محفلوں سے خراب ہو کر نکل گئے۔ جبار مرزا تو مسکراتے چہرے سے سب کے جواب دیتے کچھ حضرات نے ان کے قریب جا کر کان میں کہا ہم تو آپ کے لئے آئے ہیں آپ کو پڑھا تو بہت ہے ملاقات کا اشتیاق تھا اللہ نے یہ بھی شوق پورا کر دیا۔ جبار مرزا اور صاحبِ صدارت ڈاکٹر مظفر عباس صاحب کی وجہ سے اس اجلاس میں لوگوں کی تعداد دوگنا تھی جن میں استادوں کے استاد ڈاکٹر جاوید اقبال ندیم تین سابقہ انسپکٹر جنرل پولیس، وائس چانسلر اور پرنسپل صاحبان کے علاوہ فنون لطیفہ کے نامور لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ سب لوگ کیونکہ تجربہ کار اداروں کے سربراہان اور عملی زندگی کے پیکر تھے۔ ڈاکٹر مظفر عباس نے صدارتی خطبہ میں ہی تابڑ توڑ حملوں کو سمیٹ کر ایسا نتیجہ اخذ کیا کہ سب خاموش ہو گئے اور ماحول نہایت خوشگوار ہو گیا جس میں اپنائیت تھی۔ احترام تھا انسان دوستی تھی آخر میں خورد و نوش، ہائی ٹی بھی تھی۔ اور ہمارے ملک کے پہلے آرکیٹیکٹ انجینئر جناب قطب صاحب جو شوقیہ اسلامی خطاطی بھی کرتے ہیں نے جبار مرزا صاحب اور ڈاکٹر مظفر عباس کو اپنی بنائی خطاطی کی پینٹنگز عطا کیں۔ جبار مرزا صاحب نے کہا کہ اس بیٹھک میں کئی رومانی عارضوں کا علاج ہے، توکل ہے، آخری سانس تک زندہ رہنے کی تحریک ہے۔ سنتے تو آئے تھے کہ جنے لاہور نہیں تکیا او جمیا ای نہیں، لیکن ہم کہتے ہیں کہ جس نے اس بیٹھک میں شرکت نہیں کی وہ لاہوریا ہی نہیں۔ ہر سال جب بھی گرمی کا موسم آتا ہے تو لاہور کے باسی یہی شکوہ کرتے ہیں کہ اس بار پہلے سے زیادہ گرمی ہے جو برداشت نہیں ہو رہی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گرمی کا موسم ہمیشہ ہی تپش اور حبس لے کر آتا ہے اس موسم میں لاہور کے باسی ہر وقت بیزار نظر آتے ہیں۔ یوں تو لاہور میں ادبی اور کلچرل پروگرام پورے سال ہوتے رہتے ہیں مگر سخت گرمی میں اس میں کافی کمی آ جاتی ہے اگر کوئی ادبی محفل رکھ بھی لے تو وہاں جانا ایک عذاب سے کم نہیں ہوتا، مگر جیسے ہی گرمی رخصت ہوتی ہے عوام سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ ہر طرف سے کسی نہ کسی پروگرام کا دعوت نامہ موصول ہونے لگتا ہے۔ شادیاں بھی عموماً اچھے موسم میں ہی کی جاتی ہیں۔ ادبی محفلیں، فیسٹیول اس موسم میں بام عروج پر ہوتے ہیں۔ لاہور کے تمام لکھاری اکٹھے بیٹھنا، مختلف موضوعات پر گفتگو کرنا، سوالات و جوابات کے سیشن کروانا، کڑوا بولانا، سچ سننا یہاں کے پڑھے لکھے لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔ اس بحث مباحثے میں سب مہمان کھلے دل سے اپنی خوبیوں، خامیوں کو قبول کرتے ہیں اپنے مستقبل اور نئی نسل کے لئے اُن کے بہتر مستقبل کے لئے سوچ بچار بھی کرتے نظر آتے ہیں۔ لاہور کی مختلف ادبی تقریبات میں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ بات کتنی ہی پیچیدہ اور ترش کیوں نہ ہو۔ آخر کار صدر محفل اپنی قیمتی رائے سے مستفید کرتے ہیں اور بڑی خوبصورتی سے گفتگو کو سمیٹ کر کسی نتیجے پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہی ہماری محفلوں کا انداز ہے پڑھے لکھے لاہوریے انتہائی خلوص و محبت سے ایک دوسرے کی بات سے متفق ہو جاتے ہیں۔ چند دن پہلے ایسی ہی ایک تقریب کا انعقاد جم خانہ میں کیا گیا تھا۔ اس تقریب کا اہتمام ہر ماہ کیا جاتا ہے جس کے محرک پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال ندیم ہیں جو ماہر اقبالیات، مورخ، محقق، بہت سی کتابوں کے مصنف اور پاکستان فلوسوفیکل ایسوسی ایشن کے صدر بھی ہیں۔ اس پروگرام میں کسی خاص موضوع پر مہمان مقرر خطاب کرتا ہے اور اپنی زندگی کے تجربات سب مہمانوں کے ساتھ شیئر کرتا ہے اور پھر آخر میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس خصوصی اجلاس میں صدارت کے لئے بھی کسی نہ کسی سکالر کو منتخب کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی سمیت مختلف یونیورسٹیوں کے جوان طلباء و طالبات بھی شرکت کرتے ہیں۔ سینئر راوین مختلف شعبہ جات میں اپنی خدمات ادا کرنے کے بعد یا تو ریٹائر ہیں یا کسی شعبے میں اب بھی کام کر رہے ہیں۔ دراصل اس محفل میں ہر مکتبہ فکری شخصیات آتی ہیں۔ آج کی اس نشست کا موضوع ''قیام و دفاع پاکستان کی لازوال داستان'' اس پروگرام کی صدارت جناب ڈاکٹر مظفر عباس ڈائریکٹر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ نے فرمائی۔

اعتبار کیوں، کیسے اور اس کی اہمیت؟

مختار چودھری

اعتبار ایک ایسی چیز ہے جو کسی فرد کا ہو تو اسے معتبر بنا دیتا ہے اور اگر قوم کا ہو تو وہ قوم دنیا میں مقام حاصل کر سکتی ہے، ہمارے معاشرے کے بڑے مسائل میں بے اعتباری بہت بڑا مسئلہ ہے بلکہ یوں کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہمارے معاشرے کی بے اعتباری ہمارے مسائل کی ماں ہے، ہم بطور قوم اپنا اعتبار کھو چکے ہیں، ہمارے اپنے لوگ دنیا کے کسی بھی بندے کا اعتبار کر سکتے ہیں مگر اپنے کسی ہم وطن کا بالکل اعتبار نہیں کرتے، ہم ہر امپورٹڈ چیز کو اپنی دیسی چیز پر ترجیح دیتے ہیں اور اسے زیادہ قیمت دے کر خرید لیتے ہیں، ہمیں اپنے ہی ملک کے اس دودھ، دہی اور پانی پر اعتبار ہے جسے کسی غیر ملکی کمپنی کے زیر انتظام فروخت کیا جاتا ہے چاہے وہ کمپنی کسی عیسائی کی ہو یا یہودی کی ہم اس پر اعتبار کرتے ہیں، اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے ہاں دو نمبری اور جعل سازی اس قدر ہوئی ہے کہ اب کسی کا بھی اعتبار نہیں رہا، یہ بے اعتباری کا ہی نتیجہ ہے کہ ہمارے حکمران، بیوروکریٹس، ججز اور عام ملازمین بھی کسی پر اعتبار کرتے ہیں نہ عوام ان پر اعتبار کرتے ہیں، ہم خود اپنے نمائندے پانچ سال کے لئے چنتے ہیں مگر نہ ہمیں ان پر اعتبار ہوتا ہے نہ ان کو یقین ہوتا ہے۔ وہ عوام کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں اور ملک میں ایک ایسا فلاحی نظام قائم کرنے کی کوشش کریں جس سے خوشحالی آئے، جب اعلیٰ ایوانوں میں بے اعتباری ہوتی ہے تو لامحالہ اس کا اثر نیچے تک چلتا ہے، اس وقت ہمارے ملک کے اندر کسی کو کسی پر اعتبار ہے نہ کسی کی بات پر یقین، کوئی چیز خالص ملتی ہے نہ کسی خالص چیز کا کسی کو یقین آتا ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہمارا اعتبار کیسے قائم ہو اور ہم کیا کریں کہ دوسرے لوگ ہم پر اعتبار کریں؟ یہ ذمہ داری تو حکمرانوں کی ہے کہ وہ سچ بولیں، عوام کو درست معلومات تک رسائی دیں، عوامی فیصلوں اور رائے کا احترام کریں اور اپنے فیصلوں میں عوام کو اعتماد میں لیں، وسائل کی درست تقسیم کا بندوبست کریں، اشرافیہ کی ناجائز مراعات کو ختم کر کے نچلے طبقے کی تنخواہوں میں اضافہ کریں، روزگار کے مواقع پیدا کریں تاکہ عوام میں خوشحالی آئے اس طرح لالچ میں کمی آئے گی اور لوگ ہیرا پھیری کم کر دیں گے، لیکن اس کے ابھی کہیں دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آتے، پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم بطور فرد اپنا اپنا اعتبار قائم کریں، پورا سچ بولیں، جہاں تک ممکن ہو وعدے کا پاس رکھیں، مال فروخت کرتے وقت سچ بولیں اور تھوڑے فائدے کے لئے کسی چیز میں ملاوٹ کر کے لوگوں کے اعتبار کو ٹھیس نہ پہنچنے دیں، میرے ذاتی مشاہدات اور تجربات ہیں کہ اگر آپ خود پر اعتماد کرتے ہیں، خود کسی سے دھوکہ فراڈ نہیں کرتے تو میرا نہیں خیال کہ کوئی آپ سے ایسا کرے گا، میرے پچھلے 10 برس کے تجربات میں زیادہ لوگ ایماندار اور قابل اعتبار ملے ہیں چند ایک نے دھوکے کیے یا کوشش کی تو مجھے اس سے اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا سیکھنے کا موقع پا کر فائدہ ہوا ہے، لیکن درجنوں لوگوں پر میرا اعتبار قائم بھی ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے میں نے خود اپنا اعتبار قائم کیا ہے، میں نے جب بھی کسی فلاحی کام کے لئے اپیل کی ہے تو دوستوں نے مجھ پر اندھا اعتماد کر کے مدد کی ہے، میں لاہور اور بھمبر آزاد کشمیر میں لوگوں سے لین دین کرتا رہا ہوں مجھے کسی نے کوئی غلط چیز دی نہ بے ایمانی کی ہے سوائے ایک ڈاولینس کے اے سی کے، اب یہاں چند مثالیں پیش خدمت ہیں، ہم تین سال سے ایک جگہ سے دودھ لے رہے ہیں۔ بھمبر میں پٹواری سے نائب تحصیلدار کے عہدے تک کام کر کے ریٹائرڈ ہونے والے چوہدری رفیق صاحب کے گھر سے ہمارے لئے دودھ آتا ہے انہوں نے سروس بھی ایمانداری سے کی ہے اور ڈیری کا کاروبار بھی پوری ایمانداری سے کر رہے ہیں، میں چند ایک لوگوں سے ہر موسم میں شہد لیتا ہوں 90 فیصد خالص اور اچھا ملا ہے، مکانوں کی تعمیر یا مرمت کے کام میں بھی لاہور ہو یا بھمبر نہ کوئی مجھ سے غیر مطمئن گیا نہ مجھے کسی نے زیادہ مایوس کیا ہے، بھمبر میں پنڈی جھونجہ کا ایک پلمبر ہے جس کا نام محمد ریاض ہے، بہت ایماندار بندہ ہے اور میں جب اور جس وقت اسے بلاؤں فوری آتا ہے اور میں اسے اس کے کام کے جتنے پیسے دیتا ہوں وہ کہتا ہے کہ یہ زیادہ ہیں کچھ کم دو، اسی طرح بجلی کے کام والے ایک دو کاریگروں سے رابطہ ہے وہ بھی ایماندار ہیں۔ بھمبر میں کئی دکاندار ہیں جن سے میں لاکھوں روپے کا سامان بغیر ادائیگی اٹھا سکتا ہوں اور اپنی مرضی سے پیسے دے سکتا ہوں، میں بھمبر کی دو تین دکانوں سے سبزی اور پھل خرید کرتا ہوں انہوں نے میرے ساتھ کبھی کوئی بے ایمانی نہیں کی نہ کبھی خراب چیز دی ہے، جن سے گوشت لیتا ہوں وہ بہت اچھا گوشت دیتے ہیں اچھا نہ ہو تو بتا دیتے ہیں، پچھلے دنوں کچھ ہفتے لاہور رہنا پڑا اور بند مکان کو آباد کرنے کے لئے صفائی وغیرہ کے ساتھ کچھ ضروری سامان خریدنا تھا، ایک دکان سے ہم نے فریج اور استری خریدی، گھر جا کر استری میں کوئی نقص نکلا میں واپس لے کر گیا تو دکان کے مالک نے خوش دلی کے ساتھ استری کو چیک کیا اور اس کا نقص دور کر دیا اسی اثنا میں میری نظر ایک اے سی پر پڑی مجھے اچھا لگا اور میں نے اے سی خرید لیا اور جب آن لائن ادائیگی کرنے لگا تو مجھے پہلی بار پتا چلا کہ میں ایک لاکھ سے زائد ایک وقت میں ادائیگی نہیں کر سکتا، میں نے دکاندار سے کہا کہ اگر آپ کے پاس کوئی ملازم ہے جو میرے ساتھ جا کر گھر سے بقایا رقم لے سکے یا پھر میں بقایا رقم لا کر اے سی لے جاؤں گا، تو دکاندار نے کہا آپ اے سی لے جائیں اور بقایا بعد میں دے جانا اور وہ بھی اسپیشل نہیں آنا جب آپ کا اس طرف چکر لگے گا تو پیسے دے جانا، میں نے کہا کہ نہ میں آپ کو جانتا ہوں نہ آپ میرے واقف ہیں تو یہ اعتبار کیسے؟ تو اس کا جواب تھا کہ میں نے آپ کو جان لیا ہے آپ قابل اعتبار ہیں، اس کے اس ایک جملے سے نہ صرف مجھے خود پر فخر ہوا بلکہ میرے اندر اعتماد کو مزید تقویت مل گئی، میں نے بعد میں اس کی رقم اس کے اکاؤنٹ میں بھیج دی، اب اگر میں لالچ کر کے اس کی رقم مار جاتا تو مجھے اتنا فائدہ نہیں ہونا تھا جتنا اس کے اعتبار کو توڑ کر میرا اور کئی دوسرے لوگوں کا نقصان ہونا تھا، جو لوگ چند سو، چند ہزار یا چند لاکھ کے لالچ میں کسی کا اعتبار توڑتے ہیں وہ ہمیشہ خود بھی گھاٹے میں رہتے ہیں اور معاشرے کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں، دوستو میرا تجربہ یہ ہے کہ آپ ایماندار ہو جاؤ تو باقی سب ایماندار ہو جائیں گے، جبکہ چند فیصد بے ایمان ہر معاشرے میں رہتے ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اعتبار ایک ایسی چیز ہے جو کسی فرد کا ہو تو اسے معتبر بنا دیتا ہے اور اگر قوم کا ہو تو وہ قوم دنیا میں مقام حاصل کر سکتی ہے، ہمارے معاشرے کے بڑے مسائل میں بے اعتباری بہت بڑا مسئلہ ہے بلکہ یوں کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہمارے معاشرے کی بے اعتباری ہمارے مسائل کی ماں ہے، ہم بطور قوم اپنا اعتبار کھو چکے ہیں، ہمارے اپنے لوگ دنیا کے کسی بھی بندے کا اعتبار کر سکتے ہیں مگر اپنے کسی ہم وطن کا بالکل اعتبار نہیں کرتے، ہم ہر امپورٹڈ چیز کو اپنی دیسی چیز پر ترجیح دیتے ہیں اور اسے زیادہ قیمت دے کر خرید لیتے ہیں، ہمیں اپنے ہی ملک کے اس دودھ، دہی اور پانی پر اعتبار ہے جسے کسی غیر ملکی کمپنی کے زیر انتظام فروخت کیا جاتا ہے چاہے وہ کمپنی کسی عیسائی کی ہو یا یہودی کی ہم اس پر اعتبار کرتے ہیں، اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے ہاں دو نمبری اور جعل سازی اس قدر ہوئی ہے کہ اب کسی کا بھی اعتبار نہیں رہا، یہ بے اعتباری کا ہی نتیجہ ہے کہ ہمارے حکمران، بیوروکریٹس، ججز اور عام ملازمین بھی کسی پر اعتبار کرتے ہیں نہ عوام ان پر اعتبار کرتے ہیں، ہم خود اپنے نمائندے پانچ سال کے لئے چنتے ہیں مگر نہ ہمیں ان پر اعتبار ہوتا ہے نہ ان کو یقین ہوتا ہے۔ وہ عوام کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں اور ملک میں ایک ایسا فلاحی نظام قائم کرنے کی کوشش کریں جس سے خوشحالی آئے، جب اعلیٰ ایوانوں میں بے اعتباری ہوتی ہے تو لامحالہ اس کا اثر نیچے تک چلتا ہے، اس وقت ہمارے ملک کے اندر کسی کو کسی پر اعتبار ہے نہ کسی کی بات پر یقین، کوئی چیز خالص ملتی ہے نہ کسی خالص چیز کا کسی کو یقین آتا ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہمارا اعتبار کیسے قائم ہو اور ہم کیا کریں کہ دوسرے لوگ ہم پر اعتبار کریں؟ یہ ذمہ داری تو حکمرانوں کی ہے کہ وہ سچ بولیں، عوام کو درست معلومات تک رسائی دیں، عوامی فیصلوں اور رائے کا احترام کریں اور اپنے فیصلوں میں عوام کو اعتماد میں لیں، وسائل کی درست تقسیم کا بندوبست کریں، اشرافیہ کی ناجائز مراعات کو ختم کر کے نچلے طبقے کی تنخواہوں میں اضافہ کریں، روزگار کے مواقع پیدا کریں تاکہ عوام میں خوشحالی آئے اس طرح لالچ میں کمی آئے گی اور لوگ ہیرا پھیری کم کر دیں گے، لیکن اس کے ابھی کہیں دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آتے، پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم بطور فرد اپنا اپنا اعتبار قائم کریں، پورا سچ بولیں، جہاں تک ممکن ہو وعدے کا پاس رکھیں، مال فروخت کرتے وقت سچ بولیں اور تھوڑے فائدے کے لئے کسی چیز میں ملاوٹ کر کے لوگوں کے اعتبار کو ٹھیس نہ پہنچنے دیں، میرے ذاتی مشاہدات اور تجربات ہیں کہ اگر آپ خود پر اعتماد کرتے ہیں، خود کسی سے دھوکہ فراڈ نہیں کرتے تو میرا نہیں خیال کہ کوئی آپ سے ایسا کرے گا۔

لوکل نیوز
LOCAL NEWS

روزنامہ
Daily
ASKAR INTERNATIONAL
QUETTA
MEMBER A.P.N.S
عسکر انٹرنیشنل کوئٹہ
چیف ایڈیٹر :
سید فاروق شاہ
رجسٹرڈ نمبر BC-A-21

کوئٹہ، غیر لائسنس یافتہ پرائیویٹ لیبارٹریز اور میڈیکل اسٹورز عوام کی صحت کیلئے خطرہ

تین مختلف لیبارٹریز میں شوگر ٹیسٹ کے نتائج مختلف آنے سے علاج میں الجھن اور ذہنی پریشانی پیدا ہوئی، شہری مقصود احمد

محکمہ صحت بلوچستان کا چیک اینڈ بیلنس نظام ناکام، شہریوں نے فوری کارروائی اور اصلاحات کا مطالبہ کر دیا

کوئٹہ (یو این اے) صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں غیر معیاری اور بغیر لائسنس چلنے والی پرائیویٹ لیبارٹریز اور میڈیکل اسٹورز کی بھرمار نے عوام کی صحت کو شدید خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ محکمہ صحت بلوچستان کا چیک اینڈ بیلنس کا نظام ناکام دکھائی دے رہا ہے، جبکہ صوبائی وزیر صحت بخت محمد کاکڑ کے بلند و بانگ دعوے عملی طور پر ادھورے (باقی صفحہ 2 نمبر36)

ڈپٹی کمشنر کوئٹہ مہر اللہ بادینی اسسٹنٹ کمشنر صدر حمزہ انجم کے ہمراہ ڈی جی لیویز کی نئی بلڈنگ کا دورہ کر رہے ہیں

وزیر اعلیٰ بلوچستان کی وائس چانسلرز کے ساتھ میٹنگ خوش آئند ہے: شاہ علی بگٹی

بلوچستان حکومت جامعات کو بحران سے نکالنے کیلئے 15 ارب روپے کا بجٹ رکھے: اجلاس سے خطاب

کوئٹہ (اے این این) بلوچستان یونیورسٹی ایمپلائز ایسوسی ایشن نے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی سے مطالبہ کیا ہے کہ بلوچستان یونیورسٹی کے ملازمین کو مکمل تنخواہیں، ریٹائرڈ ملازمین کو پنشن کی ادائیگی کیلئے فوری طور پر فنڈز دیئے جائیں، منظور شدہ (باقی صفحہ 2 نمبر41)

ایکسائز ٹیکسیشن اینڈ انٹی نارکوٹکس آفیس سبی ڈویژن سبی میں ایک سادہ تقریب منعقد ہوئی

سبی (اے این این) ایکسائز ٹیکسیشن اینڈ انٹی نارکوٹکس آفیس سبی ڈویژن سبی میں ایک سادہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں ایکسائز کانسٹیبل سے ہیڈ کانسٹیبل ترقی (باقی صفحہ 2 نمبر40)

سانحہ مرید کے کربلا والوں کی قربانیوں کا تسلسل ہے، اتحادِ اہلسنت

ہم شہداء کے وارث ہیں اور ان کے مشن کو تکمیل تک پہنچا کر دم لیں گے، رضوان قادری

کوئٹہ (اے این این) اتحاد اہل سنت بلوچستان کے مرکزی شوریٰ کے ممبر سید حبیب اللہ شاہ چشتی کی زیر صدارت لبیک یا اقصیٰ ملین مارچ میں پنجاب حکومت کے ظلم و بربریت کی مذمت کیلئے کوئٹہ میں تنظیمات اہلسنت علماء و مشائخ کا مذمتی (باقی صفحہ 2 نمبر39)

ڈپٹی کمشنر محمد ریاض خان داوڑ کی زیر صدارت زیارت ڈویلپمنٹ کمیٹی کا اجلاس منعقد

زیارت (خ ن) ڈپٹی کمشنر محمد ریاض خان داوڑ کی زیر صدارت زیارت ڈویلپمنٹ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا اجلاس میں ایف سی میجر عامر، ڈپٹی پروجیکٹ ڈائریکٹر (باقی صفحہ 2 نمبر38)

شیدا کی خون ضرور رنگ لائینگے، دشمن کامیاب نہیں ہوگا، کرنل زبیر احمد

ایف سی اہلکار غلام رسول کو آبائی شہر بھاگناڑی میں سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا

بھاگناڑی (اے این این) پاک افغان بارڈر پر جام شہادت نوش کرنے والے ایف سی اہلکار غلام رسول کھکھرانی کو آبائی شہر بھاگناڑی میں سرکاری اعزاز و اکرام کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا نماز جنازہ ممتاز عالم دین مولانا مفتی کفایت اللہ نے (باقی صفحہ 2 نمبر37)

کوئٹہ، پارلیمانی سیکرٹری ٹرانسپورٹ میر لیاقت لہڑی کو بلوچستان اتھلیٹکس ایسوسی ایشن کے صدر قیصر محمود خان پانیزئی آل کوئٹہ شہید احمد خان فٹبال ٹورنامنٹ کے موقع پر پھولوں کا گلدستہ پیش کر رہے ہیں

ہر بچے تک تعلیم کی روشنی پہنچانا حکومت کی اولین ترجیح ہے، وزیر تعلیم

غیر فعال تعلیمی اداروں کی بحالی، اساتذہ کی حاضری کیلئے ڈیجیٹل مانیٹرنگ سسٹم کا نفاذ اور شفافیت کے کلچر کو فروغ دینے جیسے اقدامات حکومت کی سنجیدگی کو ظاہر کرتے ہیں

تعلیم ہی ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد ہے، صوبے بھر میں غیر فعال اسکول بحال اور بنیادی سہولیات کی فراہمی تیزی سے جاری ہے، راحیلہ حمید خان درانی

کوئٹہ (یو این اے) صوبائی وزیر تعلیم بلوچستان راحیلہ حمید خان درانی نے کہا ہے کہ تعلیم ایک روشن، باشعور اور ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد ہے اور حکومت بلوچستان کی اولین ترجیح ہے کہ صوبے کے ہر بچے کو علم کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کے وژن کے تحت تعلیمی شعبے میں جاری اصلاحات سے نہ صرف تعلیمی پالیسی میں بہتری آئی ہے بلکہ عملی سطح پر نمایاں تبدیلیاں بھی رونما ہوئی ہیں۔ پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں برسوں سے بند اسکولوں کو فعال کر دیا گیا ہے، جس سے ہزاروں بچے دوبارہ تعلیم کے عمل سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ غیر فعال تعلیمی اداروں کی بحالی، اساتذہ کی حاضری کے لیے ڈیجیٹل مانیٹرنگ سسٹم کا نفاذ اور شفافیت کے کلچر کو فروغ دینے جیسے اقدامات حکومت کی سنجیدگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ راحیلہ حمید خان درانی نے کہا کہ اسکولوں میں بنیادی سہولیات جیسے بجلی، پانی، فرنیچر، ٹوائلٹس اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے منصوبے تیزی سے مکمل کیے جا رہے ہیں تاکہ طلبہ کو بہتر اور محفوظ تعلیمی ماحول فراہم کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم کو بلوچستان میں ہر بچے کا بنیادی حق تسلیم کیا جا رہا ہے، اور حکومت اپنی پالیسیوں اور عوامی تعاون کے ذریعے اس خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے پرعزم ہے۔ صوبائی وزیر تعلیم بلوچستان راحیلہ حمید خان درانی نے کہا ہے کہ تعلیم ایک روشن، باشعور اور ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد ہے اور حکومت بلوچستان کی اولین ترجیح ہے کہ صوبے کے ہر بچے کو علم کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کے وژن کے تحت تعلیمی شعبے میں جاری اصلاحات سے نہ صرف تعلیمی پالیسی میں بہتری آئی ہے بلکہ عملی سطح پر نمایاں تبدیلیاں بھی رونما ہوئی ہیں۔ پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں برسوں سے بند اسکولوں کو فعال کر دیا گیا ہے، جس سے ہزاروں بچے دوبارہ تعلیم کے عمل سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ غیر فعال تعلیمی اداروں کی بحالی، اساتذہ کی حاضری کے لیے ڈیجیٹل مانیٹرنگ سسٹم کا نفاذ اور شفافیت کے کلچر کو فروغ دینے جیسے اقدامات حکومت کی سنجیدگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

کوئٹہ کے ترقیاتی منصوبے سست روی کا شکار، شہر مٹی میں ڈوب گیا

گرد و غبار اور مٹی سے شہریوں کی زندگی اجیرن، سانس کی بیماریاں بڑھنے لگیں

کوئٹہ (اے این این) صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں ترقیاتی منصوبوں کی سست رفتاری نے شہریوں کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ شہر کے بیشتر علاقوں میں کھدائی، ادھورے منصوبے اور ناقص انتظامی کارکردگی کے باعث عوام (باقی صفحہ 2 نمبر49)

تحریک انصاف کا کالونیوں کی خستہ حالی پر احتجاج، حکام سے نوٹس لینے کا مطالبہ

کوئٹہ (یو این اے) تحریک انصاف کے رہنما سابق میئر ناظم رحیم کاکڑ، سردار حسن شاہ، جمیل بوستان ایڈووکیٹ، میرواعس ایڈووکیٹ، احمد شاہ ایڈووکیٹ، عمر فاروق ایڈووکیٹ، عبداللہ ایڈووکیٹ، توقیر بھٹی، نعمت اللہ، ضیاالحق، امین آغا اور ارشد اچکزئی نے کہا ہے کہ جونیئر سینئر کالونی، وحدت کالونی اور جی او آر کالونی کی سالانہ مرمت کئی سالوں سے نہ ہونے کے باعث رہائشی شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں ان کالونیوں کی (باقی صفحہ 2 نمبر48)

اورماڑہ، تاک کے ساحلوں پر سمندری کچھوے کا انڈے دینے کا سیزن عروج پر

ماحولیاتی ماہرین کی ہدایت، ساحل پر موجود کچھوں سے فاصلہ رکھیں، ان کے گھونسلوں اور انڈوں کی حفاظت لازمی

اورماڑہ (یو این اے) اورماڑہ کے نواحی علاقے تاک کے ساحل ان دنوں ایک غیر معمولی منظر پیش کر رہے ہیں جہاں سمندری کچھوے نے انڈے دینے کے لیے اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے۔ مقامی افراد کے مطابق ان دنوں سمندری کچھوں (باقی صفحہ 2 نمبر46)

ڈیرہ مراد جمالی میں ایف سی ونگ 114 کی جانب سے امن جرگہ کا انعقاد کیا گیا

مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد، قبائلی عمائدین، سیاسی شخصیات و دیگر کی شرکت

ڈیرہ مراد جمالی (نامہ نگار) ڈیرہ مراد جمالی میں ایف سی ونگ 114 کی جانب سے امن جرگہ کا انعقاد کیا گیا جرگے میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد، قبائلی عمائدین، سیاسی شخصیات، افسران، اساتذہ، طلبہ و طالبات (باقی صفحہ 2 نمبر50)

کوئٹہ، جیکب آباد روڈ، حاجی شہر کے قریب ڈاکوؤں کی فائرنگ، 2 ایف سی اہلکار زخمی

حملہ ایف سی کی گاڑی پر، پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے تحقیقات میں مصروف

کوئٹہ (یو این اے) کوئٹہ جیکب آباد روڈ حاجی شہر کے قریب مسلح ڈاکوؤں نے فرنٹیئر کور کی گاڑی پر فائرنگ کر دی، جس کے نتیجے میں دو ایف سی اہلکار زخمی ہو گئے۔ واقعے کے بعد فوراً قانون نافذ کرنے والے ادارے جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور علاقے (باقی صفحہ 2 نمبر47)

کمشنر نصیر آباد ڈویژن صلاح الدین نورزئی کا جونیئر کلرکس کیلئے منعقدہ امتحانی سینٹر کا دورہ

نصیر آباد (خ ن) کمشنر نصیر آباد ڈویژن صلاح الدین نورزئی نے جونیئر کلرکس کے لئے منعقدہ امتحانی سینٹر کا دوسرے روز دورہ کیا، یاد رہے نصیر آباد ڈویژن میں ڈویژنل پوسٹوں پر تعیناتی کے سلسلے میں یہ امتحانی سنٹر کمشنر دفتر کے احاطہ میں بنایا گیا ھے۔ اس سلسلے میں 46 جونیئر کلرک اور 09 کمپیوٹر اسسٹنٹ آپریٹر کی پوسٹوں پر میرٹ پر تعیناتیوں کو یقینی بنانے کیلئے انتظامات کئے گئے ہیں۔ ٹیسٹ کیلئے قائم کردہ امتحانی مرکز کے دورے کے موقع (باقی صفحہ 2 نمبر45)

رخشان ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر خاران میں تین روزہ عظیم الشان تبلیغی اجتماع اختتام پذیر

تین روزہ تبلیغی اجتماع میں بلوچستان سمیت دیگر صوبوں سے ہزاروں کے تعداد میں فرزندان توحید کی شرکت

خاران (محمد عیسیٰ محمد حسنی) رخشان ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر خاران میں تین روزہ عظیم الشان تبلیغی اجتماع مذہبی اور دینی جوش و جذبے کے ساتھ اختتام پذیر ہوا تین روزہ تبلیغی اجتماع میں بلوچستان سمیت دیگر صوبوں سے ہزاروں کے تعداد میں فرزندان توحید شریک رہے تین روزہ تبلیغی اجتماع گاہ میں منتظمین اور رضا کاروں کی جانب سے بہترین انتظامات کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ضلعی انتظامیہ خاران اور خاران پولیس کی بھاری نفری تعینات (باقی صفحہ 2 نمبر42)

ضلع حب میں 4.5 ملین روپے کی لاگت سے پانی سپلائی اسکیمات مکمل

یومیہ دو لاکھ گیلن پانی کی فراہمی سے شہریوں کو مستقل سہولت میسر ہوگی، میر علی حسن زہری

حب (یو این اے) صوبائی وزیر زراعت و ایم پی اے حب میر علی حسن زہری کی تجویز کردہ ضلع حب میں 4.5 ملین روپے کی لاگت سے فراہمی آب کی اہم اسکیمات کامیابی سے مکمل کرلی گئیں جن سے یومیہ دو لاکھ گیلن پانی شہریوں کو دستیاب ہوگا۔ منصوبہ جات کی بروقت تکمیل پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی ڈویژنل مانیٹرنگ و کوآرڈینیشن کے باعث ممکن ہوئی۔ سرکاری ذرائع کے مطابق ڈائریکٹر لطف الرحمان اور اسسٹنٹ (باقی صفحہ 2 نمبر43)

اوستہ محمد، چوری شدہ موٹر سائیکل برآمد کر کے مالک کے حوالے

پولیس کے مطابق مدعی مقدمہ درج نہیں کروا رہے، ڈاکو پکڑے نہیں گئے، سوالیہ نشان موجود

اوستہ محمد (یو این اے) سٹی پولیس اوستہ محمد نے کارروائی کرتے ہوئے چوری شدہ موٹر سائیکل برآمد کر کے مالک کے حوالے کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق ایس پی او اوستہ محمد غلام حسین باجوئی کی ہدایات اور ڈی ایس پی سرکل اوستہ محمد محمد داد کھوسہ کی نگرانی میں ایس ایچ او سٹی عبدالرف جمالی نے چند روز قبل چوری ہونے والے استاد عبدالغفار کا موٹر سائیکل برآمد کیا۔ موٹر سائیکل کو باقاعدہ طور پر مالک کے حوالے کر دیا گیا۔ تاہم، حیرت (باقی صفحہ 2 نمبر44)

ڈپٹی کمشنر منیر احمد خان کاکڑ کا جونیئر کلرک ٹیسٹ مراکز کا معائنہ

نصیر آباد (خ ن) ڈپٹی کمشنر منیر احمد خان کاکڑ کا جونیئر کلرک ٹیسٹ مراکز کا معائنہ، شفافیت یقینی بنانے کے عزم کا اظہار تفصیلات کے مطابق آج ڈپٹی کمشنر نصیر آباد منیر احمد خان کاکڑ نے جونیئر کلرک کی آسامیوں کے لیے جاری ٹیسٹ کے دوسرے روز کمشنر نصیر آباد ڈویژن کے دفتر کے احاطے میں قائم امتحانی مراکز کا دورہ کیا۔ اس موقع پر ڈپٹی ڈائریکٹر (باقی صفحہ 2 نمبر51)

گوادر، ڈپٹی کمشنر حمود الرحمان ڈائریکٹر لینڈ ریونیو اور متعلقہ ریونیو افسران کے ہمراہ زمینوں کے اوور لیپنگ کے مسائل کے حوالے سے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

پاک افغان سرحد بند، چمن، قلعہ سیف اللہ اور چاغی میں سرحدی کشیدگی برقرار

چمن (یو این اے) افغان طالبان اور بھارتی حمایت یافتہ دہشتگردوں کے حملوں کے بعد پیدا ہونے والی سرحدی کشیدگی کے باعث چمن، قلعہ سیف اللہ اور چاغی سے پاک افغان سرحد دو روز سے بند ہے۔ محکمہ داخلہ کے حکام کے مطابق پاکستان اور افغانستان کے درمیان ہفتے کی شب پیدا ہونے والی کشیدگی کے باعث چمن اور قلعہ سیف اللہ میں بادینی (باقی صفحہ 2 نمبر52)

وندر، ڈام کے سمندری حدود میں گجہ نیٹ مافیا کی درجنوں ٹرالرز کی یلغار

محکمہ فشریز کے کرپٹ افسران کی ملی بھگت، قیمتی مچھلیاں اور نایاب سمندری حیات لوٹ مار کا شکار

وندر (یو این اے) ڈام کے سمندری حدود میں سندھ کے ممنوعہ جال گجہ سے لیس درجنوں ٹرالرز کی یلغار نے مقامی ماہی گیروں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ ماہی گیروں کا کہنا ہے کہ محکمہ فشریز حب اور ڈام کے بعض کرپٹ افسران کی ملی بھگت سے یہ سمندری خزانے لانچی ٹرالر مالکان کے حوالے کر دیے گئے ہیں، جو سمندر کی تہہ سے قیمتی مچھلیاں، جھینگے اور دیگر نایاب سمندری حیات لوٹ کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق (باقی صفحہ 5 نمبر16)

پنجگور میں بجلی کی طویل بندش، شہری رات بھر اذیت میں مبتلا

پنجگور (یو این اے) پنجگور میں بجلی کی بدترین اور طویل لوڈشیڈنگ نے عوام کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ تفصیلات کے مطابق شہر میں رات 10 بجے سے صبح 9 بجے تک بجلی کی مسلسل بندش کا سلسلہ جاری ہے، جس کے باعث شہری شدید مشکلات سے دوچار (باقی صفحہ 5 نمبر17)

بلوچستان کے بیشتر اضلاع میں موسم خشک رہیگا

شمالی اضلاع میں رات و صبح کے اوقات سرد، درجہ حرارت میں مختلف اضلاع میں نمایاں فرق

کوئٹہ (یو این اے) بلوچستان میں موسم کی صورتحال کے مطابق صوبے کے بیشتر اضلاع میں موسم خشک ہے جبکہ شمالی اضلاع میں رات اور صبح کے اوقات سرد رہیں گے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق کوئٹہ میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 27، قلات میں 24، زیارت میں 20، اور ژوب میں 28 ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا۔ سبی میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 37، تربت میں 35، نوکنڈی میں 35 اور چمن میں 30 ڈگری سینٹی (باقی صفحہ 5 نمبر2)

ڈپٹی کمشنر گوادر کی زیر صدارت زمینوں کے اوور لیپنگ سے متعلق مسائل پر اہم اجلاس

گوادر (خ ن) ڈپٹی کمشنر حمود الرحمن کی زیر صدارت زمینوں کے اوور لیپنگ سے متعلق مسائل پر ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں ڈائریکٹر لینڈ ریونیو، یونس مینگل، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ریونیو بوہیر دشتی، تحصیلدار سیٹلمنٹ اکبر بلوچ، تحصیلدار (باقی صفحہ 5 نمبر1)

مریدکے میں تحریک لبیک کے نہتے کارکنوں پر خون کی ہولی ناقابلِ برداشت ہے، ذوالفقار طارق

پرامن مظاہرہ ہر سیاسی و مذہبی تنظیم کا بنیادی حق ہے اہلِ سنت نے ہمیشہ اسلام اور ملک کی بقا کی بات کی ہے

کوئٹہ (اے این این) اہل سنت و جماعت کے رہنما ذوالفقار علی طارق قادری ڈاکٹر میر شبیر احمد کھوسہ ڈاکٹر محمد ظاہر لانگو محمد شریف چشتی لانگو محمد عامر جتوئی نے اپنی مذمتی اور مشترکہ بیان میں تحریک لبیک مریدکے میں ہونے والی سانحے میں شدید الفاظ مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مریدکے میں تحریک لبیک پاکستان کے پرامن اور نہتے کارکنوں پر فائرنگ اور لاٹھی چارج کے واقعات ریاستی ظلم و جبر کی بدترین مثال ہیں۔ پرامن ریلی کے (باقی صفحہ 2 نمبر53)

پنجگور میں انسداد پولیو مہم کا آغاز، ہر بچے تک ویکسین پہنچانے کا عزم

والدین اور عوام ٹیموں سے تعاون کریں تاکہ پولیو جیسے مہلک مرض کا مکمل خاتمہ ممکن ہو، ڈپٹی کمشنر عبدالکبیر زرکون

پنجگور (یو این اے) ڈپٹی کمشنر پنجگور عبدالکبیر زرکون نے اپنے دفتر میں انسداد پولیو مہم کا باضابطہ افتتاح کیا۔ اس موقع پر انہوں نے بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلا کر مہم کا آغاز کیا اور کہا کہ ضلع پنجگور کے ہر بچے تک پولیو ویکسین کی فراہمی یقینی بنائی جائے گی۔ یہ مہم 13 اکتوبر سے 17 اکتوبر 2025 تک جاری رہے گی، جس دوران پانچ سال سے کم عمر تمام بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلائے جائیں گے۔ افتتاحی تقریب (باقی صفحہ 5 نمبر15)

قلعہ عبداللہ، 7 دن میں افغان مہاجرین کی گرفتاری اور ڈی پورٹیشن کے احکامات جاری

قلعہ عبداللہ (یو این اے) ڈپٹی کمشنر قلعہ عبداللہ کی جانب سے جاری نوٹیفکیشن کے مطابق ضلع کے تمام لیویز افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ 7 دن کے اندر تمام افغان مہاجرین کو گرفتار کر کے افغانستان ڈی پورٹ کریں۔ نوٹیفکیشن میں واضح کیا گیا ہے کہ سات (باقی صفحہ 5 نمبر14)

کوئٹہ، ڈپٹی کمشنر اوستہ محمد میر رزاق خان خجک سے اے پی پی کے بیورو چیف نظر محمد ملاقات کر رہے ہیں

سوات میں پولیو ٹیم پر حملہ، لیویز اہلکار شہید

سوات (جی این ایم) سوات کی تحصیل مٹہ کے علاقے ارکوٹ میں نامعلوم افراد کی جانب سے پولیو ٹیم پر حملہ کر دیا گیا۔ ڈی پی او سوات کے مطابق نامعلوم افراد کی جانب سے پولیو ٹیم پر حملہ کیا گیا، فائرنگ سے پولیو ڈیوٹی پر مامور لیویز اہلکار شہید ہوگیا۔ (باقی صفحہ 5 نمبر4)

خضدار، پولیس کی منشیات فروش کے خلاف کامیاب کارروائی، بھاری مقدار میں چرس برآمد

ملزم سعد اللہ گرفتار، چوری شدہ موٹر سائیکل بھی ضبط، مقدمہ درج اور قانونی کارروائی شروع

خضدار (یو این اے) ایس ایس پی خضدار شہزادہ عمر عباس بابر کے حکم پر منشیات کے خلاف مہم میں ایس ایچ او سٹی عبداللہ غازی اور عبدالحق نوتانی کی قیادت میں اسپیشل موٹر سائیکل گشت ٹیم نے منشیات فروش سعد اللہ کو گرفتار کر لیا۔ کارروائی کے دوران ملزم کے قبضے سے بھاری مقدار میں چرس گردہ اور چوری شدہ موٹر سائیکل بھی برآمد ہوئی۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کارروائی شروع کر دی ہے۔ اس موقع پر ایس ایس پی (باقی صفحہ 5 نمبر3)

سردارزادہ فیصل خان جمالی کا عوامی مسائل کے جائزے کے لیے حلقہ انتخاب کا تفصیلی دورہ

صوبائی وزیر نے پینے کے صاف پانی، سڑکوں، صحت و بجلی کے مسائل کے فوری حل کی یقین دہانی کرائی

گنداخہ (یو این اے) صوبائی وزیر برائے لائیو اسٹاک سردار زادہ فیصل خان جمالی نے گزشتہ روز عوامی شکایات اور فلاحی امور کے جائزے کے سلسلے میں اپنے حلقہ انتخاب کا تفصیلی دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ میر عثمان خان جمالی، سید لیاقت علی شاہ، ملک شبیر احمد، محمد بچل سومرو سمیت دیگر معززین اور پارٹی کارکنان بھی موجود تھے۔ دورے کے دوران صوبائی وزیر نے باغیل چوک پر عوامی نمائندوں، تاجروں، زمینداروں اور شہریوں سے ملاقات (باقی صفحہ 5 نمبر5)

پشین، یارو پل کے قریب ٹریفک حادثہ، موٹر سائیکل سوار جاں بحق

پشین (یو این اے) پشین کوئٹہ روڈ پر یارو پل کے قریب کوئٹہ سے آنے والے موٹر سائیکل سوار اور پشین سے یارو جانے والی سوزوکی کیری ڈبہ کے درمیان تصادم کے نتیجے میں موٹر سائیکل سوار موقع پر جاں بحق ہوگیا۔ حادثے کے بعد کیری ڈبہ کا ڈرائیور موقع (باقی صفحہ 5 نمبر13)

ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کا اسسٹنٹ کمشنر (صدر) حمزہ انجم کے ہمراہ کوئٹہ تحصیل آفس کا دورہ

کوئٹہ، (خ ن) ڈپٹی کمشنر کوئٹہ مہر اللہ بادینی نے اسسٹنٹ کمشنر (صدر) حمزہ انجم کے ہمراہ کوئٹہ تحصیل آفس کا دورہ کیا۔ دورے کے دوران ڈپٹی کمشنر نے تحصیل آفس کے مختلف شعبہ جات بشمول ریکارڈ روم، پٹوارخانہ، تحصیلدار آفس، کورٹ روم اور دیگر (باقی صفحہ 5 نمبر6)

کوئٹہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری زاہد سلیم اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

کوئٹہ، لاپتہ غنی بلوچ کے اہلخانہ پریس کانفرنس کر رہے ہیں

سید امان شاہ کا انکم ٹیکس ریٹرن جمع کروانے کی آخری تاریخ میں توسیع کا مطالبہ

ٹیکس دہندگان کو ذہنی دباؤ سے بچانے اور سہولت دینے کے لیے ایف بی آر کو فوری اقدامات کی ضرورت

کوئٹہ (یو این اے) عوام پاکستان پارٹی کے صوبائی کنوینر بلوچستان سید امان شاہ نے فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) سے مطالبہ کیا ہے کہ انکم ٹیکس ریٹرن جمع کروانے کی آخری تاریخ، جو کہ اس وقت ٹیکس سال 2025 کے لیے 15 اکتوبر 2025 مقرر ہے، کو 31 اکتوبر 2025 تک بڑھا دیا جائے۔ عوام پاکستان پارٹی کے صوبائی کنوینر بلوچستان سید امان شاہ نے ٹیکس دہندگان کے لیے دوستانہ رویہ اپنانے کی ضرورت پر زور (باقی صفحہ 5 نمبر12)

پی ٹی آئی کا نومنتخب وزیراعلیٰ کی حلف برداری کیلئے پشاور ہائیکورٹ سے رجوع

پشاور (یو این اے) پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) نے نومنتخب وزیراعلیٰ کی حلف برداری کیلئے عدالت سے رجوع کر لیا۔ تحریک انصاف چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ کے پاس حلف لینے کی درخواست لے کر پہنچی، سلمان اکرم راجہ نے عدالت کو بتایا کہ 8 اکتوبر کو علی امین گنڈاپور نے وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ (باقی صفحہ 5 نمبر11)

بلوچستان، تعلیمی رجحان میں اضافہ لیکن سرکاری سطح پر سہولیات نہ ہونے کے برابر

طلباء و طالبات بڑی رقم سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے ساتھ ٹیوشن حاصل کرنے کیلئے بھی رقم خرچ کر رہے ہیں

کوئٹہ (اے این این) کوئٹہ سمیت بلوچستان کے دیگر علاقوں میں تعلیمی رجحان میں اضافہ، میل کے ساتھ فی میل بھی میدان میں آ کر تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھرپور کوشش کر رہی ہے تاہم ہمارے تعلیمی نظام ناکارہ ہونے کی وجہ سے یہی خواہش مند طلباء و طالبات بڑی رقم سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے ساتھ ٹیوشن حاصل کرنے کیلئے بھی رقم خرچ کر رہی ہے صوبائی وزیر تعلیم جو اس وقت تعلیم کے حوالے سے بڑے بڑے دعوے تو کرتے (باقی صفحہ 5 نمبر7)

اسلام آباد ریڈ زون کے راستے ایک بار پھر بند، شہریوں کو مشکلات کا سامنا

اسلام آباد (جی این ایم) وفاقی دارالحکومت اسلام آباد ریڈ زون کے راستے ایک بار پھر بند کر دیئے گئے، جس سے عام شہریوں، وکلا اور سائلین کو پھر مشکلات کا سامنا ہے۔ تفصیل کے مطابق وفاقی دارالحکومت کے ریڈ زون کی سیکیورٹی ایک بار پھر سخت کرتے ہوئے ریڈ زون کے تمام داخلی (باقی صفحہ 5 نمبر8)

گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چوٹا گوٹھ اوتھل کو مڈل کا درجہ دینے کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا

مقامی عوامی و تعلیمی حلقوں کا فوری اپ گریڈیشن کا مطالبہ، تاخیر سے لڑکیوں کا مستقبل خطرے میں

اوتھل (یو این اے) ضلع لسبیلہ کے صدر مقام اوتھل سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چوٹا گوٹھ کو مڈل کا درجہ دینے کا دیرینہ مطالبہ ایک بار پھر شدت اختیار کر گیا ہے۔ عوامی، سماجی اور تعلیمی حلقوں کا کہنا ہے کہ اگر فوری اقدامات نہ کیے گئے تو علاقے کی درجنوں بچیاں تعلیم کے زیور سے محروم رہ جائیں گی۔ تفصیلات کے مطابق، گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چوٹا گوٹھ ایک قدیم تعلیمی ادارہ (باقی صفحہ 5 نمبر9)

افغان جارحیت کے خلاف پُر وقار ریلی، عوام کا بھرپور احتجاج

اپنی سرحدوں اور خودمختاری کے دفاع کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے، شرکاء

حیردین (اے این این) صوبائی وزیر مواصلات و تعمیرات بلوچستان جناب میر سلیم احمد خان کھوسہ کے احکامات پر، چیئرمین ضلع کونسل صحبت پور جناب میر بابے محمد علی خان کھوسہ کی قیادت میں افغان جارحیت کے خلاف ایک شاندار اور پُر وقار ریلی نکالی گئی۔ یہ ریلی کھوسہ ہاؤس صحبت پور سے نکالی گئی جس میں بڑی تعداد میں عوام، سیاسی و سماجی رہنماؤں، نوجوانوں اور معزز شخصیات نے شرکت کی۔ شرکاء نے ہاتھوں (باقی صفحہ 5 نمبر10)

خانوزئی، پشتونخوا میپ کے مرکزی جنرل سیکرٹری عبدالرحیم زیاتوال، آغا سید لیاقت علی، عبدالقہار خان ودان، مجید خان اچکزئی، صورت خان کاکڑ اور دیگر صوبائی وضلعی رہنماء پارٹی کے سینئر رکن اللہ دوست لالا کی وفات پر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں

01

ریونیو منیر احمد بلوچ، نائب تحصیلدار حاجی جاوید، دیگر متعلقہ افسران اور پٹواریوں نے شرکت کی۔ اجلاس کے دوران ڈائریکٹر لینڈ ریونیو نے تحصیل گوادر میں زمینوں کے اوور لیپ کے معاملات پر تفصیلی بریفنگ حاصل کی۔ ریونیو عملے نے زمینوں کے اوورلیپنگ کے مسائل، ان کی وجوہات اور اب تک کی پیش رفت سے متعلق رپورٹ پیش کی۔ ڈپٹی کمشنر حمود الرحمن نے اس موقع پر ہدایت کی کہ زمینوں کے ریکارڈ کی درستگی اور اوورلیپنگ کے خاتمے کے لیے شفاف اور منظم طریقہ کار اپنایا جائے تاکہ عوامی شکایات کا فوری ازالہ ممکن ہو سکے۔ اجلاس کے دوران ڈائریکٹر لینڈ ریونیو نے بتایا کہ تحصیل گوادر میں زمینوں کے اوورلیپنگ کی باقاعدہ درستگی کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔، جس کے تحت تمام متاثرہ ریکارڈ کا ازسرِ نو جائزہ لیا جا رہا ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے امید ظاہر کی کہ لینڈ ریونیو ٹیم کی مربوط کوششوں سے زمینوں کے تنازعات کے خاتمے اور شفاف نظام کے قیام میں نمایاں بہتری آئے گی۔

02

گریڈ ریکارڈ ہوا۔ ساحلی اضلاع میں گوادر میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 31 اور جیوانی میں 30 ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ محکمہ موسمیات نے عوام کو سردیوں کے آغاز میں شمالی اضلاع میں صبح اور رات کے اوقات میں گرم لباس پہننے اور ساحلی علاقوں میں دھوپ سے بچاؤ کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ آئندہ چند دنوں کے دوران صوبے میں موسم خشک رہنے کا امکان ہے، جبکہ ساحلی اضلاع میں ہلکی ہوا چلنے کی توقع ہے۔

03

خضدار نے عوام سے اپیل کی کہ وہ منشیات فروشوں کے خلاف پولیس کے اقدامات میں تعاون کریں تاکہ صوبے میں منشیات کی روک تھام ممکن بنائی جا سکے۔

04

ڈی پی او سوات محمد عمر کا کہنا ہے کہ لیویز اہلکار عبدالکبیر کی لاش اسپتال منتقل کی جارہی ہے، واقعے کے بعد پولیس کی بھاری نفری نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔

05

کی۔ عوام نے موقع پر ہی صوبائی وزیر کو اپنے علاقے کے دیرینہ مسائل سے آگاہ کیا جن میں پینے کے صاف پانی کی کمی، نکاسی آب کے مسائل، سڑکوں کی خستہ حالی، بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ اور صحت کی سہولیات کی کمی شامل تھیں۔ سردار زادہ فیصل خان جمالی نے عوام کی بات بغور سنی اور ان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ انہوں نے موقع پر ہی متعلقہ محکموں کے افسران کو طلب کر کے واضح ہدایات دیں کہ عوامی فلاح سے متعلق تمام مسائل کے حل میں کسی قسم کی تاخیر برداشت نہیں کی جائے گی۔ صوبائی وزیر نے کہا کہ حکومتِ بلوچستان عوامی خدمت پر یقین رکھتی ہے اور وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی قیادت میں صوبے کے تمام علاقوں میں ترقیاتی منصوبوں پر بھرپور کام جاری ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عوامی مسائل کا بروقت حل حکومت کی اولین ترجیح ہے تاکہ شہریوں کو بنیادی سہولیات ان کی دہلیز پر فراہم کی جا سکیں۔ اس موقع پر علاقائی معززین نے صوبائی وزیر کے دورے کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ سردار زادہ فیصل خان جمالی عوامی نمائندے ہونے کے ناطے ہمیشہ علاقے کے لوگوں کے درمیان رہتے ہیں اور ان کے مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کرتے ہیں۔ صوبائی وزیر نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ علاقے کی ترقی، زراعت اور لائیو اسٹاک کے فروغ، تعلیمی و صحت کے اداروں کی بہتری، اور نوجوانوں کے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے عملی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عوام کی خدمت اور علاقے کی خوشحالی ان کا مشن ہے، جس پر وہ ہر ممکن حد تک عملدرآمد کو یقینی بنا رہے ہیں۔

06

انتظامی دفاتر کا تفصیلی جائزہ لیا۔ انہوں نے موقع پر موجود سائلین سے ملاقات کی، ان کے مسائل سنے اور متعلقہ افسران کو فوری طور پر ان کے حل کے احکامات جاری کیے۔ ڈپٹی کمشنر نے ہدایت کی کہ عوامی سہولت کے تمام امور میں شفافیت اور تیزی کو یقینی بنایا جائے تاکہ شہریوں کو بہتر خدمات فراہم کی جا سکیں۔

07

ہیں لیکن وہی سکول جو زمانے سے سردار اور ملک نے اپنے مہمان خانے بنا دیئے ان کو خالی کرنے کی بھی زحمت نہیں کی اور ساتھ میں ایسے انکشافات بھی ہو رہے ہیں کہ سب سے زیادہ گھوسٹ ملازمین اور سکولز محکمہ تعلیم میں ہے بلکہ اسی طرح اساتذہ بھی ہے جو سالوں سال باہر ممالک رہ کر وہاں تجارت کرتے ہیں واضح رہے کہ تعلیم اس وقت ضرورت بن چکا ہے اور بلوچستان کے حوالے سے لوگوں کا یہ تاثر تھا کہ بلوچستان کے طلباء و طالبات تعلیم حاصل نہیں کر رہے لیکن اس وقت کوئٹہ میں جب دیکھتے ہیں تو طلباء و طالبات تعلیم حاصل کرنے کے لیے مختلف پرائیویٹ اداروں اور سینٹر میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے ہجوم کی صورت میں جا رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو سب سے زیادہ رقم تعلیم اور صحت کے لیے رکھتے ہیں لیکن تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے موجودہ حکومت نے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لیے ایک ایسی خاتون کو وزیر بنانے کے لئے انتخاب کیا کہ وہ تعلیم کے حوالے سے ایک تو وہ تجربہ رکھتی ہے دوسری جانب تعلیم پر توجہ بھی دے گی لیکن وہ صوبائی حکومت کا خواب تو بن گیا عملی طور پر متعلقہ صوبائی وزیر تعلیم نے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں گھوسٹ ملازمین اور سینکڑوں کی تعداد میں گھوسٹ سکولز کا بھی انکشاف ہوا ہے اس حوالے سے بھی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے اگر سرکار کی طرف سے یہی پالیسی برقرار رہی تو ہمارے تعلیمی نظام مزید خراب تو ہوسکتا ہے لیکن اس میں بہتری لانا مشکل ہوگا۔

08

راستے بند کر دیئے گئے ہیں جبکہ مارگلہ روڈ کو واحد کھلا راستہ قرار دیا گیا ہے۔ راستوں کی بندش کے باعث وکلا اور سائلین کو عدالتوں تک پہنچنے میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ اسلام آباد ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن نے اس صورتحال پر دوبارہ اعلامیہ جاری کیا ہے۔ اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ مذہبی جماعت کے احتجاج کے پیش نظر اسلام آباد کے داخلی راستے بند کئے گئے ہیں، راستوں کی بندش کے باعث معزز وکلا صاحبان کی عدالتوں تک رسائی ممکن نہیں ہو پا رہی۔ اعلامیہ میں معزز جج صاحبان سے اپیل کی گئی ہے کہ اگر وکلا حضرات اپنے مقدمات میں پیش نہ ہو سکیں تو ان کے خلاف کوئی ایڈورس آرڈر جاری نہ کیا جائے۔ یہ اعلامیہ قائم مقام سیکرٹری اسلام آباد ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن عمران اشفاق کی جانب سے جاری کیا گیا ہے۔ دوسری جانب، پولیس اور ضلعی انتظامیہ نے کہا ہے کہ ریڈ زون کی بندش احتجاج کے دوران امن و امان برقرار رکھنے کیلئے عارضی اقدام ہے۔

09

ہے جہاں تقریباً 150 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اس کے باوجود اسکول کو اب تک مڈل سطح تک اپ گریڈ نہیں کیا گیا، جب کہ کئی ایسے اسکول جہاں طلبہ کی تعداد کم ہے، انہیں مڈل یا ہائی درجہ دے دیا گیا ہے۔ علاقہ مکینوں کے مطابق، پرائمری پاس کرنے کے بعد بچیوں

کو شہر کے اسکولوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے جس کے لیے طویل فاصلہ، سفری مشکلات، گرمی اور سماجی رکاوٹوں کے باعث اکثر والدین اپنی بچیوں کو مزید تعلیم دلانے سے قاصر رہتے ہیں۔ انہوں نے حکومت بلوچستان اور محکمہ تعلیم سے مطالبہ کیا کہ چوتا گوٹھ گرلز اسکول کو فوری طور پر مڈل کا درجہ دیا جائے تاکہ علاقے کی بچیاں اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔

10

میں قومی پرچم، بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر افغانستان کی جانب سے کی جانے والی جارحانہ کارروائیوں کے خلاف نعرے درج تھے۔ ریلی کے شرکاء نے افغان جارحیت کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایک پرامن ملک ہے، مگر اپنی سرحدوں اور خودمختاری کے دفاع کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔ اس موقع پر مقررین نے کہا کہ پاکستان کے خلاف کسی بھی قسم کی جارحیت برداشت نہیں کی جائے گی اور بلوچستان کے عوام ہمیشہ ملکی سلامتی اور دفاع کے لیے متحد ہیں۔ ریلی پرامن طور پر مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی واپس کھوسہ ہاؤس پہنچی جہاں دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ شرکاء نے پاکستان کے حق میں نعرے لگائے اور مسلح افواج پاکستان سے اظہارِ یکجہتی کیا۔

11

دے دیا تھا، تصدیق کے لیے 11 اکتوبر کو دوبارہ ایک استعفیٰ بھیجا گیا جو کہ گورنر نے موصول کیا۔ سلمان اکرم راجہ نے عدالت کو بتایا کہ آرٹیکل 130 شق 8 کے تحت جب ایک دفعہ گورنر کو استعفیٰ موصول ہو گیا تو وزیر اعلیٰ مستعفی تصور ہوگا، گورنر نے ٹویٹ کر کے مانا بھی کہ استعفیٰ ان کو موصول ہو چکا ہے، اب گورنر ارادی طور پر استعفیٰ سے ناواقفیت ظاہر کر رہے ہیں۔ سلمان اکرم راجا کا کہنا تھا کہ ہم گورنر کی واپسی کا انتظار نہیں کر سکتے، گورنر صوبے میں موجود نہیں، چیف جسٹس نامزد کریں کس سے حلف لیا جائے۔ سلمان اکرم راجا نے کہا کہ آئین نے اختیار دیا ہے کہ چیف جسٹس حلف برداری کیلئے کسی کو بھی نامزد کر سکتے ہیں، چیف جسٹس سے آج ہی حلف کی درخواست کرتے ہیں، حکومت کے بغیر صوبہ نہیں چل سکتا۔ چیف جسٹس نے استفسار کیا کہ کیا آپ اب گورنر کی غیر موجودگی میں حلف برداری کے لیے نامزدگی چاہتے ہیں، سپیکر نے گورنر یا اپوزیشن سے کوئی رابطہ کیا ہے، جس پر ڈپٹی اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ انہوں نے کوئی پٹیشن دائر نہیں کی، کیا جلدی ہے، گورنر کی واپسی کا انتظار کریں۔ سلمان اکرم راجہ نے جواباً کہا کہ گورنر کو معلوم تھا کہ اسمبلی اجلاس ہونا ہے، چیف جسٹس نے ڈپٹی اٹارنی جنرل کو کہا کہ آپ پوچھ لیں کہ حلف برداری کے لیے گورنر کو سمری موصول ہوئی ہے یا نہیں۔ عدالت نے اٹارنی جنرل سے رپورٹ طلب کر لی۔

12

دیتے ہوئے کہا کہ ایف بی آر فوری اقدامات کرے؛ تاکہ ان مسائل کا حل نکالا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس دہندگان کو ان کے قانونی فرائض پورے کرنے، ذہنی دباؤ سے بچانے اور سہولت دینے کے لیے آخری تاریخ میں توسیع نہایت ضروری ہے۔ سید امان شاہ نے مزید کہا کہ بہت سے ٹیکس دہندگان ضروری مالیاتی ریکارڈ جمع کرنے میں مشکلات کا شکار ہیں، جس کی بڑی وجہ ایف بی آر کے آن لائن پورٹل کی سست رفتاری اور بار بار پیش آنے والے تکنیکی مسائل ہیں، جو ریٹرنز جمع کروانے کے عمل میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کاروباری ادارے اپنے ERP سسٹمز کو ایف بی آر کے ڈیجیٹل انوائسنگ کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں؛ جس کی وجہ سے ٹیکس کمپلائنس میں تاخیر ہو رہی ہے۔ سید امان شاہ نے ایف بی آر سے مطالبہ کیا ہے کہ ان مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے انکم ٹیکس ریٹرن جمع کروانے کی آخری تاریخ میں کم از کم 31 اکتوبر 2025 تک توسیع دے دی جائے؛ تاکہ، ٹیکس دہندگان کو پریشانی سے بچایا جا سکے۔

13

سے فرار ہو گیا جبکہ بارو لیویز فورس موقع پر پہنچ کر تحقیقات میں مصروف ہے۔

14

دن کے بعد اگر کسی افسر کے زیرِ نگرانی علاقے میں افغان مہاجرین پائے گئے تو اس افسر کو فوری طور پر معطل کیا جائے گا۔ اس اقدام کا مقصد غیر قانونی افغان آبادکاری کو روکنا اور ضلع میں قانون کی بالادستی کو یقینی بنانا ہے۔

15

میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر عابد رکی، عالمی ادارِ صحت (ڈبلیو ایچ او) کے پولیو آفیسر ڈاکٹر ارسلان، اور ڈی ایس ایم اکرام بلوچ بھی موجود تھے۔ ڈپٹی کمشنر پنجگور عبدالکبیر زرکون اور ڈی ایچ او ڈاکٹر عابد رکی نے اس موقع پر کہا کہ عوام الناس، والدین اور تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کو چاہیے کہ وہ محکمہ صحت کی ٹیموں سے بھرپور تعاون کریں تاکہ پولیو جیسی مہلک بیماری کا مکمل خاتمہ ممکن ہو۔ انہوں نے کہا کہ پولیو ایسا مرض ہے جو انسان کو زندگی بھر کے لیے معذور بنا دیتا ہے، اس لیے اس کے خلاف جنگ میں کسی غفلت کی گنجائش نہیں۔

16

گجہ نیٹ مافیا کے سہولت کار فائبر بوٹس رات کے اندھیرے میں زیرو ناٹیکل میل تک گھس کر غیر قانونی شکار کرتے ہیں۔ ان کے ظالمانہ جالوں میں چھوٹی بڑی مچھلیاں اور نایاب سمندری حیات پھنس کر مر جاتی ہیں۔ فائبر بوٹس مافیا کے لانچ کو ایرانی ڈیزل، منشیات، راشن اور دیگر سامان پہنچاتے ہیں تاکہ لوٹ مار کا کھیل بلاخوف و خطر جاری رہ سکے۔ چند ٹکوں کے عوض محکمہ فشریز کے کرپٹ افسران مافیا کے محافظ بنے ہوئے ہیں اور کارروائیوں کے لیے پیشگی اطلاع فراہم کر کے موٹی رقوم وصول کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں قیمتی مچھلیاں کوڑیوں کے دام فش ملز کو فروخت ہو رہی ہیں، جبکہ چھوٹے ماہی گیر خالی ہاتھ گھر لوٹتے ہیں۔ ان کے چولہے ٹھنڈے پڑ گئے ہیں اور بچے بھوک سے بلک رہے ہیں۔ مقامی ماہی گیروں نے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی اور وفاقی وزیر برائے تجارت جام کمال خان عالیانی سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر گجہ نیٹ مافیا، فائبر بوٹس اور محکمہ فشریز کے کرپٹ افسران کے خلاف سخت قانونی کارروائی کریں۔ تاکہ چھوٹے ماہی گیروں کے ذریعہ معاش کو تحفظ فراہم کیا جا سکے اور بلوچستان کے سمندر کو معاشی تباہی سے بچایا جا سکے۔

17

ہیں۔ ابھی تک موسم میں مکمل سردی شروع نہیں ہوئی، اس کے باوجود لوگ راتوں کو مچھروں کے ساتھ جاگنے پر مجبور ہیں۔ عوامی حلقوں کے مطابق گرمیوں کے موسم میں جب شہری صحن میں سوتے تھے تو بجلی فراہم کی جاتی تھی، مگر اب جب لوگوں کو گھروں کے اندر بجلی کی ضرورت ہے تو رات بھر بند رکھی جاتی ہے۔ خاص طور پر سوردو فیڈر کے علاقوں میں بجلی کا نام و نشان تک نہیں۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ کیسکو پنجگور بل دینے والے صارفین سے ناروا سلوک روا رکھتا ہے جبکہ بجلی چوری کی بجلی استعمال کرنے والوں کو مکمل سہولت دی جاتی ہے۔ عوامی حلقوں کے مطابق مکران ڈویژن میں سب سے زیادہ لوڈشیڈنگ ضلع پنجگور میں کی جارہی ہے، جس پر شہریوں نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔ اہل

پنجگور نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ رات کے اوقات میں بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور عوامی نمائندے اپنے حلقے کے مسائل کے حل کے لیے فوری کردار ادا کریں، کیونکہ ان کی خاموشی شہریوں کے لیے باعثِ تشویش بن چکی ہے۔

18

پالیسی بنانی ہے، صرف ملٹری آپریشن کے ذریعے دہشت گردی کو ختم نہیں کر سکتے، اس کیلئے آپ کو سیاسی حل بھی ڈھونڈنا ہے، میں سیاست دان ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر چیز کا حل سیاسی طریقے سے بھی ہونا چاہئے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دہشت گردی کا خاتمہ افغانستان سے بات کیے بغیر ممکن ہو، افغانستان سے جنگ کے بعد دہشت گردی میں اضافہ ہوگا، افغان حکومت کو لے کر دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہوگا، نئی حکومت ایسی پالیسی بنائے گی کہ بغیر نقصان دہشت گردی کا خاتمہ ہو، اگر دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ملٹری آپریشن ضروری ہے تو سیاسی قیادت کو اعتماد میں لینا ضروری ہے۔

19

وفاقی محتسب نے درخواست موصول ہوتے ہی متعلقہ افسران کو طلب کر کے فوری سماعت کی، تاہم نادرا حکام کوئی تسلی بخش وضاحت پیش نہ کر سکے۔ وفاقی محتسب کوئٹہ نے سخت نوٹس لیتے ہوئے حکم دیا کہ درخواست گزار کی اہلیہ کا شناختی کارڈ فوراً جاری کیا جائے۔ احکامات موصول ہوتے ہی نادرا حکام نے کارڈ جاری کر دیا۔ عبدالاحد نے وفاقی محتسب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اگر تمام ادارے اسی طرح فعال کردار ادا کریں تو شہریوں کو انصاف کے لیے دربدر نہیں ہونا پڑے گا۔ شہری حلقوں نے بھی وفاقی محتسب کے اس مثر اقدام کو سراہا ہے۔

20

واقعہ میں جانی نقصان پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کو ناقابل علاج بیماریوں سے بچانے کے عظیم مشن پر مامور کارکنوں اور سیکیورٹی اہلکاروں کو نشانہ بنانے والے عناصر درحقیقت انسانیت کے دشمن ہیں۔ انہوں نے شہید لیویز افسر کی ہمت اور فرض شناسی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی قربانی ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ آصفہ بھٹو زرداری نے اس بات کی تصدیق کی کہ پولیو کا خاتمہ ہماری قومی ترجیح ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ایسے بزدلانہ اقدامات پاکستان کے عزم کو متزلزل نہیں کر سکتے، ہمارا عزم ہر بچے کے لئے صحت مند، محفوظ اور پولیو سے پاک مستقبل کو یقینی بنانا ہے۔ خاتون اول نے سوگوار خاندان کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کیا اور شہید اہلکار یاسین کے بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

21

پر گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ شیخ زرک مندوخیل نے اس موقع پر سڑکوں کی تعمیر، تعلیمی اداروں کی بہتری، اور بنیادی صحت کے منصوبوں کے اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کی ترقی پورے پاکستان کی ترقی سے جڑی ہوئی ہے، اور ہم سب کو مل کر صوبے کی خوشحالی کے لیے کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت بلوچستان عوام کے مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ ہے اور ترقیاتی منصوبوں پر تیزی سے کام جاری ہے۔ عوام نے جس اعتماد کے ساتھ انہیں اسمبلی میں بھیجا، وہ اس اعتماد پر پورا اترنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ علاقے کے عوام نے شیخ زرک مندوخیل کے اقدامات کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ ان کی قیادت میں علاقے میں دیرپا ترقی ممکن ہوگی۔

22

کے اختتام تک حکومت گرا سکتی ہیں۔ تاہم صدر میکرون نے اپنے مخالفین پر ملک کو غیر مستحکم کرنے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ وہ تسلسل اور استحکام کے حامی ہیں۔ فرانسیسی صدر نے مصر کے شہر شرم الشیخ میں غزہ جنگ بندی سے متعلق اجلاس میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ صدر کا اصل مینڈیٹ ہے: خدمت کرنا، خدمت کرنا اور خدمت کرنا۔ خیال رہے کہ میکرون نے حال ہی میں سیبسٹین لاکورنو کو دوبارہ وزیر اعظم مقرر کیا ہے، جنہوں نے کچھ دن قبل ہی استعفیٰ دیا تھا۔ نئی کابینہ نے گزشتہ روز پہلا اجلاس منعقد ہوا اور آج بدھ تک نیا بجٹ پیش کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ دوسری جانب بائیں بازو کی جماعت فرانس ان باؤ اور دائیں بازو کی جماعت نیشنل ریلی نے عدم اعتماد کی تحریکیں جمع کرائی ہیں۔ اگر 16 اکتوبر کو وزیر اعظم لاکورنو اکثریت حاصل نہ کر سکے تو حکومت کو شدید سیاسی بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ فرانس اس وقت یوروزون کا سب سے زیادہ خسارے والا ملک ہے، اور صدر میکرون پر دباؤ ہے کہ وہ اخراجات میں کمی اور بجٹ خسارہ کم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کریں۔

23

ٹی ایل پی احتجاج کے خلاف آپریشن پر لطیف کھوسہ نے کہا کہ مریدکے واقعے پر افسوس ہوا اور ہمارے ساتھ بھی 26 نومبر کو یہی کیا گیا، ہم اس واقعے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں انہوں نے 14 معصوم لوگوں کو شہید کیا، ن لیگ نے سپریم کورٹ کی دیواریں پھلانگیں اور انکو کچھ نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ 26 ویں آئینی ترمیم کے بعد آپ نے آئین کو دفن کر دیا، پیکا کے ذریعے میڈیا کا گلا دبا دیا گیا، احتجاج کا پاکستان میں حق ہی نہیں ہے۔ لطیف کھوسہ کا کہنا تھا کہ سرفراز چیمہ کا حمزہ شہباز شریف سے بطور وزیر اعلیٰ حلف نہ لینا درست تھا، فیصل کریم کنڈی کا سی ایم کے پی سہیل آفریدی سے حلف نا لینا غیر قانونی ہے۔

24

جی ٹی روڈ پر بھی ٹریفک رواں ہے۔ مریدکے شہر میں بھی سڑک کو کلیئر کروا لیا گیا ہے جبکہ ضلعی انتظامیہ نے سڑک پر موجود جلی ہوئی گاڑیاں ہٹا دی ہیں۔ مریدکے کے ضلعی انتظامیہ کے مطابق مظاہرین نے ستھرا پنجاب پروجیکٹ کی کئی گاڑیوں کو آگ لگائی تھی جس کے بعد نقصان کے تخمینے کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔ لاہور سیف سٹی انتظامیہ کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں صرف ایک سمن آباد سے چوک یتیم خانہ پر سڑک بند ہے اس کے علاوہ صوبائی دارالحکومت میں کسی اور جگہ بھی کسی قسم کی ٹریفک کی بندش نہیں ہے۔ اسی طرح پنجاب ماس ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے بھی لاہور میں میٹرو بس، اورنج لین ٹرین، سپیڈو بس اور الیکٹرو بس کے آپریشنز بحال کر دیئے ہیں۔ یہ تمام سروسز جمعے سے تعطل کا شکار تھیں۔ راولپنڈی میں میٹرو بس جزوی طور پر بحال کر دی گئی ہے۔ تاہم اب بھی جڑواں شہروں اور مارچ کے مجوزہ روٹ پر پولیس اور رینجرز کی بھاری نفری تعینات ہے۔ دوسری طرف مذہبی جماعت کے مارچ کو مریدکے میں منتشر کیے جانے کو 30 گھنٹے سے زائد کا وقت گزر چکا ہے۔ تاہم سرکاری طور پر ایک ایس ایچ او سمیت پانچ افراد کی ہلاکتوں کی تصدیق ہوئی ہے۔ جبکہ مذہبی جماعت کی لیڈرشپ مکمل طور پر منظر عام سے غائب ہے۔

25

اور سیکرٹری پارلیمانی امور خالد محمود نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔ بعد ازاں اسپیکر پنجاب اسمبلی نے دونوں برادر ممالک کے سپیکرز سے اسمبلی چیمبر میں ملاقات کی۔ ملاقات میں دوطرفہ تعلقات، تجارتی تعاون، دفاع، تعلیم اور توانائی سمیت مختلف شعبوں میں سٹریٹجک شراکت داری کے فروغ پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس موقع پر سپیکر پنجاب اسمبلی نے کہا کہ پاکستان، ترکیہ اور آذربائیجان کے عوام اخوت، دوستی اور محبت کے اٹوٹ رشتے میں منسلک ہیں۔ تینوں ممالک کی علاقائی سلامتی اور استحکام کے لئے مشترکہ کوششیں خطے میں ترقی و خوشحالی کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ تینوں ممالک کو دفاعی شعبے میں تعاون مزید بڑھانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ برادر ممالک ہر آزمائش اور چیلنج میں ہمیشہ ہمارے شانہ بشانہ کھڑے رہے ہیں جبکہ تینوں ریاستوں نے بین الاقوامی و علاقائی فورمز پر ایک دوسرے کے موقف کی بھرپور حمایت کی ہے۔ گرینڈ نیشنل اسمبلی ترکیہ کے سپیکر اور سپیکر آذربائیجان نے پرتپاک استقبال پر پنجاب کی پارلیمان اور عوام کا شکریہ ادا کیا۔ سپیکر آذربائیجان نے کہا کہ آذربائیجان 44 روزہ جنگ میں پاکستان کی غیر متزلزل حمایت پر ہمیشہ شکر گزار رہے گا، تینوں ممالک کے مابین تجارت اور تعاون مستقل طور پر فروغ پانا ضروری ہے۔ ترک سپیکر نے کہا کہ تینوں ممالک کا پارلیمانی تعاون ہماری مشترکہ تاریخ، ثقافت اور اخلاقی اقدار کا فطری تسلسل ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان، ترکیہ اور آذربائیجان تین ریاستیں مگر ایک قوم ہیں اور دہشت گردی کے خلاف کسی سمجھوتے کی گنجائش نہیں، مشترکہ دفاعی اور عسکری تعاون وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس موقع پر سپیکر پنجاب اسمبلی نے معزز مہمانوں کو یادگاری شیلڈز پیش کیں۔ دونوں ممالک کے سپیکرز نے سپیکر پنجاب اسمبلی ملک محمد احمد خان کے ہمراہ مزار اقبال پر حاضری دی اور عظیم تاریخی بادشاہی مسجد کا دورہ بھی کیا۔ انہوں نے مزار اقبال پر پھول چڑھائے، فاتحہ خوانی کی اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی فکری خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقع امت مسلمہ کے اتحاد، ترقی اور خوشحالی کے لئے دعا کی۔ مہمانان گرامی نے مزار اقبال کی یادگاری کتاب میں اپنے تاثرات بھی قلم بند کیے اور پاکستانی عوام کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

26

ماہرین، طبی ادارے، دواساز کمپنیاں اور پالیسی ساز شریک ہوں گے۔ ایس آئی ایف سی کی معاونت سے منعقدہ ایونٹ غیر ملکی سرمایہ کاری اور صحت کے شعبے میں سنگ میل قرار دیا جا رہا ہے۔ ایونٹ میں چین، ایران، ہنگری، ترکی اور روس سمیت 24 ممالک کی بھرپور شرکت متوقع ہے۔ نمائش میں 400 سے زائد ملکی و غیر ملکی کمپنیاں جدید طبی ٹیکنالوجی پیش کریں گی۔ ایونٹ میں 26 ہزار سے زائد تجارتی زائرین کے ساتھ ساتھ 24 ورکشاپس و سیمینار منعقد ہوں گے۔ صحت و دواسازی کے شعبے میں عالمی اعتماد میں اضافہ میں ایس آئی ایف سی کا کلیدی کردار ہے اور ہیلتھ ایشیا 2025 کا انعقاد جدید تحقیق، سرمایہ کاری اور پائیدار صحت کے وژن کی عکاسی ہے۔

27

حل تلاش کر رہا ہے جو شہریوں کی تکالیف ختم کرے اور پائیدار استحکام کی راہ ہموار کرے۔ سعودی کوششیں مصر، قطر اور اقوامِ متحدہ کے ساتھ قریبی رابطے میں جاری ہیں تاکہ فریقین کے درمیان اختلافات کم کر کے جنگ بندی کو عملی شکل دی جا سکے۔ سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ سعودی موقف انصاف، باہمی احترام اور شہریوں کے تحفظ پر مبنی اصولی موقف ہے، جس میں فلسطینی اداروں کو با اختیار بنانے اور تعمیرِ نو کے عمل کو سیاسی یا عسکری دباؤ سے آزاد رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ خلیجی ممالک نے بھی فوری امداد، انسانی منصوبوں کی مالی معاونت اور سفارتی کوششوں کے ساتھ بھرپور یکجہتی دکھاتے ہوئے ایک متفق اور ہم آہنگ موقف پیش کیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ پائیدار حل صرف انسانی تحفظ اور عزت نفس کی بنیاد پر ہی ممکن ہے۔ جیسے جیسے قیدیوں کی رہائی اور جنگ بندی کے جزوی معاہدوں کی خبریں سامنے آ رہی ہیں، سعودی عرب کا کردار خطے میں سب سے زیادہ نمایاں ہوتا جا رہا ہے۔ اپنی سیاسی، معاشی اور سفارتی طاقت کے توازن کے باعث ریاض عرب دنیا کے ردعمل کو قائدانہ اقدام میں بدل رہا ہے، تاکہ غزہ اور پورے مشرقِ وسطیٰ کے لیے ایک محفوظ اور مستحکم مستقبل یقینی بنایا جا سکے۔

28

صبح سے شمالی غزہ کے علاقے جبالیا کے مشرق میں شدید جھڑپیں جاری ہیں۔ اطلاعات کے مطابق یہ لڑائی وزارت داخلہ سے وابستہ سکیورٹی فورسز اور اسرائیل کے حمایت یافتہ مسلح گروہوں کے درمیان ہو رہی ہے۔ ادھر سرکاری خبر رساں ایجنسی وفا نے رپورٹ کیا کہ اسرائیلی فوج نے مقبوضہ مغربی کنارے کے مختلف علاقوں میں رات بھر چھاپے مارے، جن میں رام اللہ، البیرہ اور الخلیل (ہیبرون) کے کئی محلے اور دیہات شامل تھے۔ رام اللہ کے عین منجد محلے میں اسرائیلی فوج نے حال ہی میں رہا ہو کر غزہ بھیجے گئے عصام الفروخ کے گھر پر دھاوا بولا اور گھر کی تلاشی لی۔ رام اللہ کے مغرب میں واقع گاؤں دیر ابزیع میں کم از کم 7 گھروں پر چھاپے مارے گئے اور رہائشیوں سے موقع پر ہی پوچھ گچھ کی گئی۔ اسرائیلی افواج نے عین عریق اور نعلین کے علاقوں میں بھی داخل ہو کر کارروائیاں کیں۔ اسی دوران یہودی آبادکاروں نے رام اللہ کے مشرق میں واقع بیتین قصبے میں ایک گاڑی کو آگ لگا دی۔ جنوبی مغربی کنارے میں اسرائیلی افواج نے ادھنا اور الکوم کے قصبوں میں بھی چھاپے مارے اور دو گھروں کو فوجی بیرکوں میں تبدیل کر دیا۔ اس سے قبل اطلاع دی گئی تھی کہ اسرائیلی افواج نے طولکرم اور مشرقی مقبوضہ بیت المقدس کے قریب العیساویہ میں فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں کم از کم 2 افراد زخمی اور کئی دیگر گرفتار ہوئے۔ اقوام متحدہ کی خصوصی نمائندہ برائے مقبوضہ فلسطینی علاقے فرانچسکا البنیز نے تشویش ظاہر کی ہے کہ اسرائیلی افواج مقبوضہ مغربی کنارے میں قیدیوں کی رہائی کی خوشی منانے پر لوگوں پر پابندی لگا رہی ہیں۔ انہوں نے سوشل میڈیا پر لکھا کہ وہ اسے امن کہتے ہیں، مگر فلسطینیوں کے لئے یہ بدترین نسل پرستی ثابت ہو سکتی ہے۔ انہوں نے لکھا کہ دنیا کے لوگو، اب نظریں مت ہٹانا، تمام نگاہیں فلسطین پر رہنی چاہئیں۔

29

نے کہا کہ بی او آئی ٹی نے سرمایہ کاروں کے لیے سہولت کاری کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کیا ہے تاکہ سرمایہ کاروں کو ایک ہی چھت کے نیچے تمام بنیادی سہولیات فراہم کی جا سکیں، ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاروں سے رابطے کیے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے مختلف اضلاع میں صنعتی زونز کے قیام اور موجودہ زونز کی توسیع پر بھی کام جاری ہے جس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے اور صوبے کی معیشت میں استحکام آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بلوچستان سرمایہ کاری کے فروغ اور کاروباری ماحول کو بہتر بنانے کے لئے پرعزم ہے، تاکہ صوبے کو ترقی و خوشحالی کی نئی راہوں پر گامزن کیا جا سکے۔

30

کی قیادت صومالیہ کے لئے آئی ایم ایف مشن چیف ران لی نے کی۔ معاہدے کی منظوری آئی ایم ایف کے ایگزیکٹو بورڈ سے مشروط ہے، جس کے بعد صومالیہ کو 3 کروڑ ڈالر جاری کیے جائیں گے۔ ران لی نے کہا کہ غیر ملکی امداد میں کٹوتیوں کے منفی اثرات کو کم کرنے اور اصلاحاتی کوششوں کی حمایت کے لئے صومالیہ کی حکومت نے ایکسٹینڈڈ کریڈٹ فیسلٹی (ای سی ایف) کے تحت تقریباً 4 کروڑ ڈالر کی اضافی مالی معاونت کی درخواست کی جو چوتھے اور پانچویں جائزوں کی تکمیل پر مساوی قسطوں میں جاری کی جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس معاہدے کی منظوری کے بعد دسمبر 2023 میں منظور شدہ ای سی ایف پروگرام کے تحت

مجموعی طور پر تقریباً 10 کروڑ ڈالر کی ادائیگی ہو جائے گی۔ آئی ایم ایف کے مطابق 2025ء میں 4.1 فیصد کی مضبوط اقتصادی نمو کے بعد صومالیہ کی معیشت کو 2026-2025 میں غیر ملکی امداد میں شدید کمی اور موسمیاتی اثرات کے باعث کمزور امکانات کا سامنا ہے۔ 2025ء میں حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو 3 فیصد اور 2026ء میں 3.3 فیصد رہنے کی توقع ہے۔ مہنگائی تقریباً 5 فیصد پر مستحکم رہی ہے تاہم خوراک کی قیمتوں میں اضافہ برقرار رہنے کا امکان ہے۔ آئی ایم ایف نے خبردار کیا کہ قریب المدت منظرنامے میں خدشات غالب ہیں، جن میں غیر ملکی امداد میں طویل المدت تعطل اور موسمیاتی اثرات شامل ہیں، جو معاشی صورتحال کو مزید خراب کر سکتے ہیں۔ آئی ایم ایف نے کہا کہ اس مشکل صورتحال کے باوجود صومالیہ کی حکومت مقامی محاصل میں اضافے اور مالیاتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لئے پرعزم ہے۔ 2026ء کے عبوری بجٹ پلان میں مقامی ریونیو میں اضافہ اور اخراجات میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کی توقع ظاہر کی گئی ہے نیز سکیورٹی اور انتخابات سے متعلق اضافی اخراجات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت غیر ملکی امداد میں کمی کے سماجی اثرات کو کم کرنے کے لئے مقامی بجٹ سے سماجی اخراجات میں بھی توسیع کی جائے گی۔ آئی ایم ایف کے مطابق 2025ء میں مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا تقریباً تین چوتھائی رہنے کا امکان ہے۔ آئی ایم ایف نے زور دیا کہ قرض اور عوامی مالیاتی نظام کو مزید مضبوط بنایا جانا چاہیے اور حکومت شفافیت اور احتساب کو یقینی بنانے کے لئے معدنیات کے شعبے سے متعلق نئے قانونی فریم ورک پر عمل درآمد کی تیاری کر رہی ہے۔ آئی ایم ایف کے مطابق اہم داخلی محاصل اصلاحات میں کسٹمز کی جدید کاری، نئے انکم ٹیکس قانون کا نفاذ اور سیلز و انکم ٹیکس کی بہتر وصولی شامل ہیں۔

31

جس میں پاکستان پوسٹ آفس، نیشنل ہائی وے اتھارٹی اور مختلف شاہراہ منصوبوں سے متعلق امور پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس کے دوران پاکستان پوسٹ حکام نے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ سرکاری عمارتوں میں قائم ڈاک خانے بند نہیں کیے جاتے، کیونکہ ان کی بندش کی صورت میں عمارتوں پر قبضے کا خدشہ رہتا ہے۔ کمیٹی چیئرمین نے پاسپورٹس کی تاخیر سے ترسیل پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ حکام کو نظام میں موجود خامیاں دور کرنے کی ہدایت کی۔ اجلاس میں کراچی تا حیدرآباد موٹروے ایم 9 پر ٹول پلازوں کی غیر معمولی تعداد پر ارکان کمیٹی نے شدید تحفظات کا اظہار کیا۔ رکن کمیٹی وسیم حسین نے این ایچ اے حکام پر بیوروکریسی کے انداز میں کام کرنے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ عوامی نمائندوں کی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جا رہا، انہوں نے معاملے کو استحقاق کمیٹی میں اٹھانے کا اعلان کیا۔

32

شریک ہوگی۔ ذرائع کے مطابق اجلاس میں آزاد کشمیر حکومت میں کا حصہ رہنے یا علیحدگی پر حتمی فیصلہ متوقع ہے، پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کی جانب سے حکومت سے علیحدگی کی تجویز دی گئی تھی۔ پیپلز پارٹی قیادت نے 2 روز قبل فریال تالپور سے کراچی میں ملاقات کی تھی، کراچی اجلاس میں آزاد حکومت کا حصہ رہنے یا نہ رہنے سے متعلق معاملے پر تفصیلی مشاورت کی گئی تھی۔ اجلاس میں فریال تالپور سمیت پارلیمانی پارٹی نے فیصلے کا اختیار صدر آصف زرداری پر چھوڑ دیا تھا، آج ہونے والے اجلاس میں آزاد کشمیر کی مجموعی سیاسی صورتحال پر بھی غور کیا جائے گا۔ راجہ پرویز اشرف اور قمر زمان کائرہ ایکشن کمیٹی سے ہونے والے مذاکرات پر صدر مملکت کو بریفنگ دیں گے، اجلاس میں پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کی سیاسی حکمت عملی طے کی جائے گی۔ ایوان صدر میں طلب کئے گئے اجلاس میں سردار یعقوب، لطیف اکبر، فیصل ممتاز راٹھور، میاں عبدالوحید، بازل نقوی سمیت تمام ممبران شرکت کریں گے۔

33

سے آگاہ کیا۔ اُن کا مزید کہنا تھا کہ پاکستان نے ہمیشہ ہر قسم کی دہشتگردی کو مسترد کیا ہے، ایسے ہتھکنڈے خطے میں امن واستحکام کی راہ میں رکاوٹ ڈالیں گے۔

34

دہشت گردی قوانین کے تحت ہوئی۔ کارروائی میں سی ٹی ڈی، ایس پی آپریشنز اور مقامی تھانے کی ٹیمیں شامل تھیں جب کہ موقع پر موجود مجسٹریٹ نے ضبطی کارروائی کی نگرانی کی، ضبط شدہ ریکارڈ کو فرانزک ٹیم کے حوالے کرنے کی ہدایت جاری کی گئی۔ ذرائع نے بتایا کہ ضبط سامان میں لیپ ٹاپس، ہارڈ ڈرائیوز، موبائل فونز، سوشل میڈیا ڈیٹا، پارٹی لٹریچر، چندہ رجسٹر، تنظیمی مواد، حساس نوعیت کی ویڈیوز اور رابطے شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ضبط ہونے والی اشیا میں طلائی چوڑیاں اور کڑے 445 گرام، بریسلٹ کانٹے ہار چین اور لاکٹ 490 گرام، انگوٹھیاں بریسلٹ اور دیگر اشیا 355 گرام شامل ہے، یعنی کل سونا 1922 اعشاریہ 5 گرام جب کہ چاندی 898 گرام بھی برآمد ہوئی۔

35

متعدد بار سپرنٹنڈنٹ جیل کو سپیریر کلاس سہولیات فراہم کرنے کی درخواست دی لیکن نہیں ملی۔ درخواست گزار نے کہا ہے کہ مجھے اس طرح کی سہولیات مہیا نہیں کی جارہی جو بانی پی ٹی آئی عمران خان کو دی جا رہی ہیں، بانی پی ٹی آئی کو نہ صرف بہترین سہولیات مہیا کی جارہی ہیں بلکہ ملاقاتیں بھی کروائی جاتی ہیں لیکن یہ سہولت مجھے دستیاب نہیں ہے۔ انہوں نے عدالت سے استدعا کی ہے کہ جو سہولیات بانی پی ٹی آئی کو مہیا ہیں مجھے بھی دی جائیں، عدالت فریقین کو ہدایت کرے کہ بانی پی ٹی آئی کو ملنے والی تمام سہولیات مجھے بھی دیں۔ درخواست میں سیکریٹری داخلہ، سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل، چیف کمشنر اور ہوم ڈپارٹمنٹ کو فریق بنایا گیا ہے۔

36

باقی نہیں رہا، بازاروں اور مارکیٹوں میں قصائیوں، سبزی فروشوں اور دکانداروں کی من مانی قیمتیں انتظامی ناکامی کا ثبوت ہیں۔ بیان میں کہا گیا کہ وزیر خزانہ کی قلمدان ایک بار پھر ایسے شخص کے حوالے کی گئی ہے جو خود عدالتی مقدمات سے بچنے کے لیے بیرون ملک فرار ہوا تھا، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت ٹیکسوں اور آئی ایم ایف کے قرضوں کے سہارے ملک چلا رہی ہے۔ تنظیم نے کہا کہ عوام پر جتنا بوجھ ٹیکسوں کے ذریعے ڈالا جا رہا ہے، اس سے کئی گنا زیادہ بوجھ بے لگام مہنگائی کے ذریعے عوام پر ڈالا جا رہا ہے۔ آٹا، پھل، سبزیاں اور دیگر اشیائے خورد و نوش عوام کی دسترس سے باہر ہو چکی ہیں۔ حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں نے عوام کو خطِ غربت سے نیچے دھکیل دیا ہے۔ اے کیو ایم نے مزید کہا کہ اگر حکمران عوام کو ریلیف دینے میں ناکام ہیں تو انہیں اپنی ناکامی کا اعتراف کر کے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ ملک میں ہر تیسرا شخص کرپٹ ہے اور کرپشن کو معاشی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے تنظیم نے کہا کہ اس کے لیے سزائے موت کا قانون بنایا جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ کمزور اور دبا کے سائے میں چلنے والی عدالتیں عوام کو انصاف فراہم کرنے میں مکمل ناکام ہو چکی ہیں۔ بیان میں کہا گیا کہ ملک کی 80 فیصد عوام خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جبکہ ایک فیصد اشرافیہ عالمی مالیاتی اداروں سے قرض لے کر اپنے عیش و عشرت کے لیے استعمال کرتی ہے۔ ہر پیدا ہونے والا بچہ پہلے ہی ایک

لاکھ پندرہ ہزار روپے کا مقروض ہو چکا ہے، جب کہ عوام پر لیا گیا قرضہ ان کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونے کے بجائے کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ اے کیو ایم نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مہنگائی، کرپشن اور انتظامی ناکامیوں کے خلاف فوری اقدامات کرے اور منافع خوروں، ذخیرہ اندوزوں اور بے رحم دکانداروں کے خلاف سخت کارروائی کرے تاکہ غریب عوام کو ریلیف مل سکے۔

37

تباہ کیا۔ خواجہ آصف نے کہا کہ سرحدوں کی حفاظت کی ذمہ داری وفاق کی ہے صوبوں کی نہیں، افغان مہاجرین کے انخلا کا معاملہ وفاق کا ہے اسے وفاق ہی طے کرے گا، جن کے پاس دستاویزات نہیں، ہمیں اختیار حاصل ہے کہ ان کو واپس بھجوائیں۔ انہوں نے کہا کہ افغان قابض رجیم کہہ چکی ہے کہ کالعدم ٹی ٹی پی والے ہمارے ساتھی رہے ہیں۔ افغان قابض رجیم نے کہا کہ یہ کارروائی کرتے ہیں تو ہماری کوئی پشت پناہی نہیں ہوتی، افغان قابض رجیم نے کہا کہ ان دہشت گردوں پر ایسا کنٹرول نہیں جس طرح سمجھا جاتا ہے۔ افغان قابض رجیم نے کہا کہ 10 ملین روپے دیں ہم ان لوگوں کو دوسری جگہ بسا دیں گے، ان لوگوں کے واپس نہ آنے کی ضمانت نہیں دی۔ خواجہ آصف نے کہا کہ اگر کوئی یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ کہیں چھپ کر بیٹھا ہے اور اس کا پتہ نہیں چل سکتا تو یہ اس کو غلط سوچ رہا ہے، جدید دور ہے زمین کے نیچے بیٹھے لوگوں کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ وزیر دفاع کا کہنا تھا کہ جو ہمارے پاکستانیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے گا ہم اسے نہیں چھوڑیں گے، اسے کسی صورت نہیں بخشا جائے گا، جو ہوگا ہم اسی سطح پر منہ توڑ ردعمل دینگے، اب ٹٹ فار ٹیٹ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اب یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ہمارے لوگوں کو شہید کیا جائے اور ہم خاموش ہو جائیں، جب بھی جارحیت ہوگی ہماری طرف سے بھرپور جواب ہوگا، اب ہم اے پی سی پلانز جیسے حملے نہیں کرینگے، ہمارے پاس تمام معلومات ہیں۔ خواجہ آصف نے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کہ کشیدگی کو بڑھاوا دیں اور مزید نقصان ہو، ہم چاہتے ہیں افغانستان میں بیٹھے لوگ سوچیں اس جنگ سے کیا فائدہ ہوگا؟ وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان غیر مستحکم ہوگا تو یہ ممکن نہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ افغانستان کیساتھ تعلقات معمول پر آئیں، ہم محبت کیساتھ رہنا اور دوست ممالک کی طرح تجارت چاہتے ہیں۔ اس وقت پاکستان افغانستان میں تعلقات کشیدہ ہیں اور کوئی رابطہ نہیں ہے، دوبارہ جھڑپیں بھی ہو سکتی ہیں امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا، اب کوئی دو نمبری کا سوچ بھی نہیں، جیسا کیا جائے گا ویسا ہی جواب دیا جائے گا۔ پاک بھارت کشیدگی کے وقت رات ڈھائی بجے پوری لیڈرشپ نے فیصلہ کیا کہ اب بھارت کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا اور دعا کے بعد بھارت کو منہ توڑ جواب بھی دیا گیا۔

38

وزیر احمد بلوچ کے ہمراہ پریس بریفنگ کے دوران بتایا کہ اب تک ڈینگی کے 44 کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، جن میں 24 کیسز ٹیچنگ اسپتال کی لیبارٹری اور 20 کیسز مختلف پرائیویٹ لیبارٹریز میں رپورٹ ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بیشتر مریضوں کا تعلق دوسرے علاقوں بالخصوص کراچی سے ہے، جو سفر کے بعد پنجگور پہنچے۔ ڈاکٹر عابد رکی کے مطابق ڈینگی کی صورتحال پر قابو پانے کے لیے محکمہ صحت متحرک ہے اور کل کوئٹہ سے محکمہ صحت کی خصوصی ٹیم پنجگور پہنچ رہی ہے جو مزید اقدامات کرے گی۔ ڈی ایچ او پنجگور نے بتایا کہ ٹیچنگ اسپتال میں ڈینگی کے لیے خصوصی ایمرجنسی وارڈ قائم کر دیا گیا ہے، تاہم تاحال کوئی مریض داخل نہیں ہوا، زیادہ تر افراد ٹیسٹ کروا کر واپس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسپتال میں ڈینگی کی تشخیص سے لے کر علاج تک تمام سہولیات دستیاب ہیں۔ ڈاکٹر عابد رکی نے مزید بتایا کہ ڈینگی کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لیے فوری طور پر اسپرے مہم شروع کی جا رہی ہے اور محکمہ صحت کی ٹیمیں مختلف علاقوں میں جا کر سپرے کریں گی تاکہ وائرس کے پھیلاؤ کو روکا جا سکے۔

39

کرنے والے اداروں نے علاقے کو گھیرے میں لے کر تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے۔

42

آئی ٹی کے مطابق متحدہ عرب امارات کی وزارت صنعت و جدید ٹیکنالوجی کے انڈر سیکرٹری ہز عمر سوید السویدی سے ملاقات کی جس میں ڈیجیٹل گورننس،

نے ٹرانزٹ ٹریڈ کی آڑ میں اسمگلنگ کے خلاف ٹھوس اقدامات کیے۔ حکومتی ذرائع کے مطابق افغانستان کی 2 سال میں پاکستان کے ذریعے ٹرانزٹ ٹریڈ میں 6 ارب 7 کروڑ ڈالرز کم ہوئیں، مالی سال 2025-2024 میں افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کا حجم کم ہو کر ایک ارب 3 کروڑ ڈالرز ہو گیا تھا۔ اسی طرح مالی

مشرق وسطیٰ میں امن اصل ہدف ہے، غزہ اس کا چھوٹا سا حصہ ہے، ڈونلڈ ٹرمپ

اسرائیل اور مصر میں بہت کچھ حاصل کیا، صدر اردوان روس یوکرین جنگ میں ہماری مدد کر سکتے ہیں، امریکی صدر

میری سخت لوگوں کے ساتھ بنتی ہے، کمزوروں کے ساتھ نہیں، نیٹو کو جب بھی اردوان کے ساتھ مسئلہ ہوتا ہے تو وہ مجھے فون کرتے ہیں، سوشل میڈیا پر بیان

واشنگٹن (جی این ایم) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے مشرق وسطی میں امن اصل ہدف ہے، غزہ اس کا چھوٹا سا حصہ ہے۔ مصر سے واشنگٹن واپسی پر صدر ٹرمپ نے سوشل میڈیا پر پیغام میں کہا اسرائیل اور مصر میں بہت کچھ حاصل کیا، بہت محنت کی، جیسا چاہتا تھا سب کچھ ویسا ہی ہوا، ان عظیم ممالک کو ایک ساتھ آنا ہوگا اور کام مکمل کرنا ہوگا۔ امریکی صدر نے روس یوکرین جنگ بندی کیلئے ترک صدر اردوان کے کردار کو اہم قرار دیا اور کہا کہ صدر اردوان روس یوکرین جنگ میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ روس اور صدر پیوٹن ان کی بہت عزت کرتے ہیں صدر ٹرمپ نے کہا میری سخت لوگوں کے ساتھ بنتی ہے، کمزوروں کے ساتھ نہیں، اس لیے صدر اردوان سے دوستی ہے۔ نیٹو کو جب بھی اردوان کے ساتھ مسئلہ ہوتا ہے تو وہ مجھے فون کرتے ہیں۔

کوئٹہ، وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی پی پی ایل اور صوبائی حکومت کے مابین معاہدے کی پیش رفت اور سوئی ماسٹر پلان سے متعلق اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

7 جہاز بھی شہباز شریف اور ڈونلڈ ٹرمپ کے درمیان گفتگو کی ایک اور ویڈیو وائرل

اسلام آباد (جی این ایم) غزہ امن معاہدے پر دستخط کے بعد میڈیا سے گفتگو سے میں امریکی صدر ٹرمپ کی جانب سے فیلڈ مارشل عاصم منیر کو پسندیدہ قرار دینے کے بعد اب ایک اور ویڈیو وائرل ہوگئی ہے جس دوران شہباز شریف اور امریکی صدر میں دلچسپ جملوں کا تبادلہ ہوا۔ رپورٹ مطابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی گفتگو کے دوران پیچھے کھڑے وزیراعظم (باقی صفحہ 5 نمبر 54)

وفاقی محتسب کے بروقت اقدام سے تین ماہ سے رکا شناختی کارڈ جاری، متاثرہ شہری کو انصاف مل گیا

نادرا کی تاخیر پر وفاقی محتسب کوئٹہ کا نوٹس، خاتون کا شناختی کارڈ فوری جاری کرنے کے احکامات

کوئٹہ (یو این اے) وفاقی محتسب کوئٹہ کے بروقت اور موثر اقدام کے باعث شناختی کارڈ کے حصول میں تین ماہ سے دربدر پھرنے والی خاتون صبیحہ بی بی کو بالآخر شناختی کارڈ جاری کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق متاثرہ شہری عبدالاحد نے وفاقی محتسب سیکریٹریٹ کوئٹہ کو درخواست دی تھی کہ ان کی اہلیہ کا شناختی کارڈ نادرا کی غفلت کے باعث تین ماہ سے تاخیر کا شکار ہے۔ (باقی صفحہ 5 نمبر 19)

خاتون اول آصفہ بھٹو زرداری کی سوات میں پولیو ٹیم پر حملے کی مذمت

ہمارا عزم ہر بچے کے لئے صحت مند، محفوظ اور پولیو سے پاک مستقبل کو یقینی بنانا ہے

اسلام آباد (جی این ایم) خاتون اول آصفہ بھٹو زرداری نے سوات کے علاقے مٹہ میں پولیو ویکسین ٹیم پر حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ انسداد پولیو مہم میں خدمات سرانجام دینے والے اہلکار قوم کے محافظ ہیں، لیویز افسر یاسین شہید کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی۔ منگل کو ایوان صدر کے پریس ونگ سے جاری بیان کے مطابق خاتون اول نے اس المناک (باقی صفحہ 5 نمبر 20)

عوام کی خدمت ہی ان کی سیاست کا بنیادی مقصد ہے، شیخ زرک مندوخیل

بلوچستان کی ترقی پورے پاکستان کی ترقی سے جڑی ہوئی ہے، رکن بلوچستان اسمبلی

کوئٹہ (اے این این) رکن بلوچستان اسمبلی شیخ زرک مندوخیل نے کہا ہے کہ عوام کی خدمت ہی ان کی سیاست کا بنیادی مقصد ہے، بلوچستان کی ترقی پورے پاکستان کی ترقی سے جڑی ہوئی ہے، اور ہم سب کو مل کر صوبے کی خوشحالی کے لیے کردار ادا کرنا ہوگا' یہ بات انہوں نے مقامی عمائدین اور عوامی نمائندوں کے ہمراہ اپنے حلقے کے مختلف علاقوں کے دورے کے موقع (باقی صفحہ 5 نمبر 21)

فوج کا دشمن نہیں بطور سیاستدان پالیسی پر تنقید کرتا ہوں تاکہ کوئی حل نکلے، بانی پی ٹی آئی

جس چیز سے ملک کو نقصان ہو رہا ہو اس پر تنقید کرنا فرض ہے، غداری کے سرٹیفکیٹ بانٹنا بند ہونا چاہیئے

افغانستان سے کشیدگی کے نتیجے میں دہشت گردی بڑھنے کا خطرہ ہے، سیاسی حل نکالنا چاہیے، جیل میں گفتگو

راولپنڈی (جی این ایم) پاکستان تحریک انصاف کے پیٹرن انچیف عمران خان کا کہنا ہے کہ فوج کا دشمن نہیں ہوں بطور سیاستدان پالیسی پر اس لیے تنقید کرتا ہوں تاکہ کوئی حل نکلے۔ راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں وکلا اور پارٹی رہنماؤں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میری اپنی فیملی فوج میں ہے، فوج سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ فوج کو پسند کرتا ہوں، فوج بھی میری ہے، ملک بھی میرا ہے اور شہدا بھی ہمارے ہیں لیکن جس چیز سے ملک کو نقصان ہو رہا ہو اس پر تنقید کرنا فرض ہے، غداری کے سرٹیفکیٹ بانٹنا بند ہونا چاہیئے، افغانستان پر حملوں کے نتیجے میں دہشت گردی بڑھنے کا خطرہ ہے اس لیے دہشت گردی کے خاتمے کا حل سیاسی طور پر نکالنا چاہیئے۔ عمران خان نے کہا کہ دہشتگردی کو ختم کرنے کیلئے آپ کو ایک (باقی صفحہ 5 نمبر 18)

فرانس میں سیاسی بحران، صدر میکرون نے استعفیٰ دینے سے انکار کردیا

پیرس (جی این ایم) فرانس کے صدر ایمانوئل میکرون نے اپنے سیاسی مخالفین کے استعفے کے مطالبات کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اپنے دوسرے اور آخری صدارتی دور (2027) کے اختتام سے قبل مستعفی ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق ایمانوئل میکرون کی حکومت کو اس وقت دو عدم اعتماد کی تحریکوں کا سامنا ہے، جو ممکنہ طور پر ہفتے (باقی صفحہ 5 نمبر 22)

کوئٹہ، ایڈیشنل چیف سیکرٹری ترقیات زاہد سلیم سے ایف اے او انٹرنیشنل پروگرام کوآرڈینیٹر کا نمائندہ وفد ملاقات کر رہا ہے

بلوچستان گرینڈ الائنس کے اعلیٰ سطحی وفد صوبائی وزیر آبپاشی سے ملاقات

صوبائی وزیر میر محمد صادق عمرانی نے تعاون کی یقین دہانی کرائی، محکماتی اصلاحات اور ادارہ جاتی بہتری پر زور

گنداخہ (یو این اے) بلوچستان گرینڈ الائنس کے مرکزی آرگنائزر عبدالقدوس کاکڑ کی قیادت میں ایک اعلیٰ سطحی وفد نے صوبائی وزیر آبپاشی میر محمد صادق عمرانی سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ ملاقات میں بلوچستان کے مرکزی اساتذہ رہنما سجاد حسین رند، سیسا بلوچستان کے رہنما اکرم وردگ، ممتاز تعلیمی ماہر پروفیسر آغا زاہد، اپیکا بلوچستان کے صوبائی صدر حاجی (باقی صفحہ 5 نمبر 52)

کوئٹہ ٹرین سروس بند، وین مالکان نے کرایوں میں من مانا اضافہ کردیا

مسافروں کو چھت پر بٹھا کر سخت موسم اور ممکنہ حادثات کے خطرات میں ڈال رہے ہیں

کوئٹہ (یو این اے) کوئٹہ ٹرین سروس بند ہونے کے بعد وین مالکان نے کرایوں میں من مانا اضافہ کردیا ہے، جس سے عوام شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ اطلاعات کے مطابق وین مالکان نہ صرف کرایے بڑھا رہے ہیں بلکہ قوانین کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے مسافروں کو چھت پر بٹھا کر سخت موسم اور ممکنہ حادثات کے خطرات میں ڈال رہے ہیں۔ مختلف روٹس پر قائم (باقی صفحہ 5 نمبر 53)

ترکیہ اور آذربائیجان کے سپیکرز کی پنجاب اسمبلی آمد

دوطرفہ تعلقات اور پارلیمانی تعاون کے فروغ پر اتفاق

لاہور (یو این اے) گرینڈ نیشنل اسمبلی ترکیہ کے سپیکر پروفیسر ڈاکٹر نعمان کورتولمش اور آذربائیجان کی سپیکر صاحبہ غفاروا اپنے پارلیمانی وفود کے ہمراہ منگل کو پنجاب اسمبلی پہنچے، جہاں ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ سپیکر پنجاب اسمبلی ملک محمد احمد خان، ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی ملک ظہیر اقبال چنڑ، اراکین اسمبلی سارہ احمد، اسما احتشام، رانا محمد ارشد، سیکرٹری جنرل چوہدری عامر حبیب (باقی صفحہ 5 نمبر 25)

افغانستان کے ساتھ آپ نے محاذ کھول دیا جو افسوسناک ہے، لطیف کھوسہ

مرید کے واقعے پر افسوس ہوا، احتجاج کا پاکستان میں حق ہی نہیں ہے، میڈیا سے گفتگو

لاہور (جی این ایم) پی ٹی آئی رہنما سردار لطیف کھوسہ نے کہا ہے کہ افغانستان کے ساتھ آپ نے محاذ کھول دیا جو افسوسناک ہے، کئی افغانی ہماری سر زمین پر پلے بڑے اور آج ان کو نکالا جا رہا ہے۔ لاہور ہائیکورٹ میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارت کے ساتھ آپ بات چیت کرنے کو تیار ہیں مگر افغانستان کے ساتھ آپ بات چیت نہیں کرنا چاہتے۔ (باقی صفحہ 5 نمبر 23)

پولیو فری بلوچستان جلد حقیقت بنے گا، میر سرفراز بگٹی

بلوچستان سے اس سال کوئی پولیو کیس رپورٹ نہیں ہوا، وزیراعلیٰ کا عزم

کوئٹہ (یو این اے) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ایکس پر اپنے بیان میں کہا ہے کہ بلوچستان کے 36 اضلاع میں انسدادِ پولیو مہم باقاعدہ آغاز کردیا گیا ہے۔ ان کے مطابق اگلے سات دنوں میں صوبے کے 26 لاکھ بچوں کو پولیو سے محفوظ بنانے کے لیے حفاظتی قطرے پلائے جائیں گے۔ وزیراعلیٰ نے الحمدللہ کہا کہ اس سال بلوچستان سے (باقی صفحہ 5 نمبر 51)

خضدار، ڈکیتی کے کیس میں مفرور ملزم عبدالرشید گرفتار، سی آئی اے پولیس کی کامیاب کارروائی

ملزم سٹی تھانہ کے مقدمہ نمبر 173/2025 کے تحت حوالات میں بند، مفرور ملزمان کے خلاف مہم جاری

خضدار (یو این اے) ایس ایس پی خضدار شہزادہ عمر بابر کے حکم اور زیر نگرانی ڈی ایس پی سٹی سرکل محمد زمان چندرانی کے ساتھ سی آئی اے پولیس نے مفرور ملزمان کے خلاف کامیاب کارروائی کی۔ سی آئی اے انچارج مقبول احمد موسیانی اور دیگر اہلکاروں نے سٹی ایریا میں ڈکیتی کے کیس میں مفرور ملزم عبدالرشید کو گرفتار کیا۔ ملزم کو سٹی تھانہ کے مقدمہ نمبر 173/2025، (باقی صفحہ 5 نمبر 50)

جدید طب سے متعلق ہیلتھ ایشیا 2025 کا کراچی ایکسپو میں انعقاد

ایونٹ میں چین، ایران، ہنگری، ترکی اور روس سمیت 24 ممالک کی بھرپور شرکت متوقع

کراچی (جی این ایم) ایس آئی ایف سی کے تعاون سے پاکستان کی سب سے بڑی صحت سے متعلق نمائش اور کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ تفصیل کے مطابق 22 ویں ہیلتھ ایشیا بین الاقوامی نمائش 23 تا 25 اکتوبر تک کراچی میں منعقد کی جائے گی۔ نمائش کا انعقاد وزارت قومی صحت خدمات، ریگولیشنز و کوآرڈینیشن کے اشتراک سے کیا جا رہا ہے۔ ایونٹ میں عالمی (باقی صفحہ 5 نمبر 26)

مذہبی جماعت کا مارچ منتشر ہونے کے بعد حالات معمول پر آنا شروع

تمام موٹرویز بشمول اسلام آباد، سیالکوٹ اور عبدالحکیم کھلی اور ان پر ٹریفک رواں ہے، این ایچ اے

لاہور، راولپنڈی (جی این ایم) صوبہ پنجاب میں مذہبی جماعت کے اسلام آباد کی طرف مارچ کو پولیس کی جانب سے منتشر کیے جانے کے بعد حالات معمول پر آنا شروع ہوگئے۔ نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے بیان جاری کیا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سے نکلنے والی تمام موٹرویز بشمول اسلام آباد، سیالکوٹ اور عبدالحکیم کھلی ہیں اور ان پر ٹریفک رواں ہے۔ اسی طرح (باقی صفحہ 5 نمبر 24)

کوئٹہ، سیکرٹری کھیل وامور نوجوانان دُرا بلوچ اور ڈائریکٹر جنرل کھیل وامور نوجوانان ڈاکٹر یاسر خان بازئی نیشنل یوتھ سمٹ بلوچستان کے زیراہتمام منعقدہ تقریب میں پیش کئے گئے ٹیبلو دیکھ رہے ہیں

عوام کے مسائل کے حل کیلئے ٹھوس اقدامات کرنے ہونگے، نسیم الرحمان

بلوچستان میں کلائمیٹ چینج کے مسئلہ کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کریں گے، میرے دفتر کے دروازے عوام کے لئے کھلے ہیں

صوبے کو سرسبز و شاداب بنائیں گے، درختوں کی اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں درخت جتنے زیادہ ہوں گے اتنا ہی ماحول صاف ہوگا، صوبائی مشیر

کوئٹہ (خ ن) صوبائی مشیر ماحولیات و موسمیاتی تبدیلی نسیم الرحمان خان ملاخیل نے کہا ہے کہ عوام کے مسائل کے حل کے لئے ٹھوس اقدامات کرنے ہونگے، بلوچستان میں کلائمیٹ چینج کے مسئلہ کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کریں گے، میرے دفتر کے دروازے عوام کے لئے کھلے ہیں، ان خیالات کا اظہار انہوں نے یہاں اپنے دفتر میں مختلف وفود سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا، صوبائی مشیر نے کہا کہ ماحولیات کا محکمہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، کلائمیٹ بحران اس وقت پوری دنیا کیلئے چیلنج بن چکا ہے، ہماری کوشش ہوگی کہ بلوچستان میں اس مسئلہ کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی طرف لیجائیں، صوبائی مشیر نے کہا صوبے کو سرسبز و شاداب بنائیں گے، درختوں کی اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں درخت جتنے زیادہ (باقی صفحہ 5 نمبر 49)

اسمگلنگ کیخلاف اقدامات کے باوجود افغان ٹرانزٹ ٹریڈ میں مزید اضافہ

اسلام آباد (جی این ایم) پاکستان کی جانب سے اسمگلنگ کے خلاف اقدامات کے باوجود افغان ٹرانزٹ ٹریڈ میں مزید اضافہ ہوگیا۔ رپورٹ کے مطابق ستمبر 2025 میں مجموعی افغان ٹرانزٹ ٹریڈ میں سالانہ بنیادوں پر 33 فیصد اضافہ ہوا جس میں پاکستان کے ذریعے افغان برآمدات میں 67 اور درآمدات میں 33 فیصد اضافہ ہوا جب کہ رواں مالی سال کی پہلی سہ (باقی صفحہ 5 نمبر 48)

اسلام آباد، چیئرمین سینیٹ یوسف رضا گیلانی سے آذربائیجان کی ملی مجلس کی اسپیکر ملاقات کررہی ہیں

سعودی عرب کی قیادت میں خطہ امن کی نئی سمت کی جانب گامزن

خلیجی ممالک کی متحرک سفارت کاری علاقائی امن کے قیام اور سیاسی اعتماد کی بحالی کی بنیاد بنتی دکھائی دے رہی ہے

ریاض (یو این اے) غزہ کے مسئلے پر کشیدگی کے خاتمے کی امیدیں بڑھنے کے بعد خطے میں نیا موڑ سامنے آنے لگا ہے۔ اس پس منظر میں سعودی عرب اور خلیجی ممالک کی متحرک سفارت کاری علاقائی امن کے قیام اور سیاسی اعتماد کی بحالی کی بنیاد بنتی دکھائی دے رہی ہے۔ بحران کے آغاز سے ہی ریاض ایک مؤثر علاقائی طاقت کے طور پر ابھرا، جو مذاکرات کے ذریعے ایسا متوازن (باقی صفحہ 5 نمبر 27)

جنوبی غزہ میں اسرائیلی فورسز کی فائرنگ سے 2 فلسطینی زخمی

متعدد گرفتار، مغربی کنارے میں چھاپے، دنیا فلسطین پر نظریں جمائے رکھے، نمائندہ اقوام متحدہ

غزہ (جی این ایم) جنوبی غزہ میں اسرائیلی فورسز کے اہلکاروں کی فائرنگ سے 2 فلسطینی زخمی ہوگئے۔ قطری نشریاتی ادارے الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق نصیر میڈیکل کمپلیکس کے ذرائع نے بتایا کہ جنوبی غزہ کے علاقے خان یونس میں 2 فلسطینی اسرائیلی فائرنگ سے زخمی ہوئے، جنہیں علاج کے لیے ہسپتال لایا گیا ہے۔ دوسری جانب فلسطینی ذرائع ابلاغ کے مطابق آج (باقی صفحہ 5 نمبر 28)

آئی ایم ایف اور صومالیہ کے درمیان سٹاف لیول معاہدہ طے پا گیا

یہ معاہدہ 16 ستمبر سے 8 اکتوبر تک ہونے والی بات چیت کے بعد طے پایا

موغادیشو (سی ایم لنکس) عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے کہا ہے کہ اس نے صومالیہ کے ساتھ سٹاف سطح کا معاہدہ طے کر لیا ہے جس کا مقصد ایکسٹینڈڈ کریڈٹ فیسیلٹی (ای سی ایف) پروگرام کے تحت چوتھے جائزے کی تکمیل ہے۔ شنہوا کے مطابق آئی ایم ایف نے جاری بیان میں کہا کہ یہ معاہدہ 16 ستمبر سے 8 اکتوبر تک ہونے والی بات چیت کے بعد طے پایا جس (باقی صفحہ 5 نمبر 30)

بلوچستان میں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں، بلال کاکڑ

بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ نے حالیہ دنوں میں مختلف صنعتی وتجارتی منصوبوں پر کام تیز کر دیا ہے، جس کے مثبت اثرات معیشت پر نمایاں ہونا شروع ہوگئے ہیں

بی بی او آئی ٹی نے سرمایہ کاروں کے لیے سہولت کاری کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کیا ہے، وائس چیئرمین بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ

کوئٹہ (خ ن) بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ (BBOIT) کے وائس چیئرمین بلال خان کاکڑ نے کہا ہے کہ بی بی او آئی ٹی نے صوبے میں معاشی سرگرمیوں کے فروغ، صنعتی ترقی اور سرمایہ کاری کے مواقع بڑھانے کے لئے مؤثر اقدامات اٹھائے ہیں جن کے نتیجے میں صوبے کی معاشی ترقی کی رفتار میں بہتری اور سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں جنہیں بروئے کار لا کر نہ صرف صوبے بلکہ پورے ملک کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ نے حالیہ دنوں میں مختلف صنعتی وتجارتی منصوبوں پر کام تیز کر دیا ہے، جس کے مثبت اثرات معیشت پر نمایاں ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ بلال خان کاکڑ (باقی صفحہ 5 نمبر 29)

قائمہ کمیٹی کی مقامی افراد کو ٹول ٹیکس سے استثنیٰ دینے کی تجویز

اسلام آباد (جی این ایم) قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے مواصلات نے کراچی تا حیدرآباد ایم 9-موٹروے پر ٹول پلازوں کی غیر معمولی تعداد پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے نیشنل ہائی وے اتھارٹی (این ایچ اے) پر بیوروکریسی طرزِ عمل اختیار کرنے کا الزام عائد کر دیا۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے مواصلات کا اجلاس چیئرمین اعجاز حسین جکھرانی کی زیرِ صدارت ہوا، (باقی صفحہ 5 نمبر 31)

کوئٹہ، وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کے مینیجنگ ڈائریکٹر سکندر علی میمن و دیگر اعلیٰ حکام کا گروپ فوٹو

مرید کے احتجاج کے دوران سوشل میڈیا پر انتشار پھیلانے والے 57 افراد گرفتار

گرفتار افراد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی، پولیس

لاہور (اے این این) پنجاب کے ضلع شیخوپورہ کے شہر مرید کے میں احتجاج کے دوران سوشل میڈیا پر انتشار پھیلانے والے 57 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق پنجاب کے ضلع شیخوپورہ کے شہر مرید کے میں احتجاج کے دوران سوشل میڈیا پر انتشار پھیلانے والے افراد کے خلاف پولیس نے بڑا کریک ڈاؤن کیا۔ پولیس نے بتایا کہ لاہور، قصور، کاموکی، گوجرانوالہ (باقی صفحہ 5 نمبر 47)

فلسطینی ریاست کے قیام کے بغیر مسائل حل نہیں ہونگے: روس

جب تک مکمل طور پر فلسطینی ریاست کے قیام کا عمل مکمل نہیں ہوتا، کچھ تبدیل نہیں ہوگا، سابق روسی صدر

ماسکو (اے این این) روسی سیکیورٹی کانسل کے ڈپٹی چیئرمین دیمتری میدویدیف نے کہا ہے کہ فلسطینی ریاست کے قیام کے بغیر مسائل حل نہیں ہونگے۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق روس کے سابق صدر اور روسی سیکیورٹی کونسل کے ڈپٹی چیئرمین دیمتری میدویدیف کا کہنا ہے کہ بلاشبہ یرغمالوں کا تبادلہ اچھی بات ہے لیکن دونوں اطراف کے یرغمالیوں کے تبادلے (باقی صفحہ 5 نمبر 45)

سیکرٹری خارجہ کی سفارتی مشنز کو بریفنگ، پاک افغان کی حالیہ صورتحال سے آگاہ کیا

پاکستان نے ہمیشہ ہر قسم کی دہشتگردی کو مسترد کیا ہے، آمنہ بلوچ کی بریفنگ

اسلام آباد (اے این این) وزارت خارجہ کے مطابق سیکرٹری خارجہ آمنہ بلوچ نے وفاقی دارالحکومت میں موجود سفارتی مشنز کو بریفنگ دی۔ ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق آمنہ بلوچ نے پاکستان کے جائز سکیورٹی خدشات، علاقائی سلامتی اور قومی سلامتی کے تحفظ کے لیے غیر متزلزل عزم پر زور دیا جب کہ غیر ملکی سفارتی مشنز کے نمائندوں کو پاک افغان سرحد پر حالیہ پیشرفت (باقی صفحہ 5 نمبر 33)

پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کی پارلیمانی پارٹی ایوان صدر طلب

اجلاس میں آزاد کشمیر حکومت میں کا حصہ رہنے یا علیحدگی پر حتمی فیصلہ متوقع ہے، ذرائع

اسلام آباد (اے این این) صدر آصف علی زرداری نے پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کی پارلیمانی پارٹی کو آج رات ایوان صدر طلب کر لیا۔ اہم اجلاس آج رات ساڑھے 10 بجے ایوان صدر اسلام آباد میں ہوگا، سابق وزیراعظم راجہ پرویز اشرف اور قمر زمان کائرہ بھی اجلاس میں شریک ہوں گے، صدر پیپلز پارٹی آزاد کشمیر چوہدری یاسین کی زیر سربراہی پارلیمانی پارٹی اجلاس میں (باقی صفحہ 5 نمبر 32)

گڈانی پولیس کی موثر کارروائی، نان کسٹم پیڈ اور جعلی نمبر پلیٹ والی گاڑی برآمد، ملزم گرفتار

غیر قانونی گاڑیوں اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف بلاامتیاز کارروائیاں جاری رہیں گی، ایس ایس پی فاضل شاہ بخاری

حب (یو این اے) ایس ایس پی ضلع حب سید فاضل شاہ بخاری کی ہدایت پر پولیس تھانہ گڈانی کی ٹیم نے کامیاب کارروائی کرتے ہوئے نان کسٹم پیڈ اور جعلی نمبر پلیٹ والی گاڑی برآمد کر لی جبکہ ایک ملزم کو گرفتار کر لیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق ایس ڈی پی او سرکل حب امام یعقوب بلوچ کی نگرانی میں ایس ایچ او طارق رحیم جاموٹ نے RCD روڈ پر ڈی جی خان سیمنٹ کمپنی کے (باقی صفحہ 5 نمبر 46)

پاکستان میں صوبوں کا نظام ناکام ہوچکا، چھوٹے انتظامی یونٹس بنانا ہوں گے، خاقان

یا تو صوبوں کے اندر انتظامی یونٹس بنائیں یا اختیارات نچلی سطح تک منتقل کریں، سابق وزیراعظم

کراچی (اے این این) سابق وزیراعظم اور عوام پاکستان پارٹی کے کنوینر شاہد خاقان عباسی نے بھی ملک میں چھوٹے انتظامی یونٹس بنانے کی حمایت کر دی ہے۔ ایک انٹرویو میں شاہد خاقان عباسی نے کہا کہ پاکستان میں صوبوں کا نظام ناکام ہو چکا، اٹھارویں ترمیم کے بعد صوبوں میں بادشاہت کا نظام رائج ہوگیا ہے۔ سینئر سیاستدان نے کہا کہ جب تک ملک میں چھوٹے (باقی صفحہ 5 نمبر 44)

ٹی ایل پی کے دفاتر، سٹورز پر چھاپے: کروڑوں روپے، طلائی زیورات اور قیمتی سامان ضبط

ضبط شدہ ریکارڈ کو فرانزک ٹیم کے حوالے کرنے کی ہدایت جاری کردی گئی

لاہور (اے این این) پولیس نے تحریک لبیک پاکستان کے خلاف بڑی کارروائی کرتے ہوئے متعدد کارکنان کے دفاتر اور سٹورز پر چھاپے مارے۔ پولیس نے کارروائی کے دوران اسلحہ، ڈیجیٹل ڈیوائسز اور دستاویزات قبضے میں لیں، کارروائی انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت حساس انٹیلی جنس رپورٹ پر کی گئی جب کہ سامان کی ضبطی پولیس ایکٹ اور انسداد (باقی صفحہ 5 نمبر 34)

اڈیالہ جیل کے قیدی کی عمران خان کو ملنے والی سہولیات کیلئے اسلام آباد ہائیکورٹ میں درخواست

مجھے اس طرح کی سہولیات مہیا نہیں کی جارہی ہیں جو بانی پی ٹی آئی عمران خان کو دی جارہی ہیں، درخواست گزار

اسلام آباد (اے این این) اسلام آباد ہائی کورٹ میں اڈیالہ جیل میں سزا کاٹنے والی ایک قیدی نے پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کے بانی عمران خان کو ملنے والی سہولیات کی فراہمی کے لیے درخواست دائر کر دی۔ اسلام آباد ہائی کورٹ میں درخواست دائر کرنے والی قیدی محمد عرفان نے مؤقف اپنایا ہے کہ 302 کے مقدمے میں 25 سال کی قید سزا کاٹ رہا ہوں، (باقی صفحہ 5 نمبر 35)

اسلام آباد، تحریک تحفظ آئین پاکستان کے سربراہ محمود خان اچکزئی اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں، اجلاس میں مرکزی قائدین شریک ہیں

حکومت کا ٹی ایل پی واقعے پر جعلی خبروں کیخلاف سخت ایکشن کا اعلان، مرکزی کرداروں کی فہرست تیار

ڈیپ فیک لیب ایکٹو، جعلی ویڈیوز/آڈیوز کی فارنزک جانچ شروع کردی گئی غیر مصدقہ ویڈیو/کلپ شیئر کرنے پر بھی کارروائی ممکن ہے

ملوث افراد کے خلاف پی سی آئی اے کے تحت مقدمات ہوں گے، فوری گرفتاریاں متوقع ہیں

اسلام آباد (اے این این) حکومتِ پاکستان نے ٹی ایل پی واقعے پر جعلی خبروں کے خلاف بڑا ایکشن لینے کا اعلان کر دیا جب کہ فیک نیوز نیٹ ورک بے نقاب ہوگیا اور مرکزی کرداروں کی فہرست تیار کر لی گئی۔ ملوث افراد کے خلاف PCCIA کے تحت مقدمات درج ہوں گے، ایف آئی اے سائبر کرائم اور خصوصی یونٹس کی جانب سے فوری گرفتاریاں متوقع ہیں، ڈیپ فیک لیب ایکٹو، جعلی ویڈیوز/آڈیوز کی فارنزک جانچ شروع کردی گئی۔ اس حوالے سے سوشل پلیٹ فارمز کو نوٹس کر کے کہا گیا کہ فیک مواد 24 گھنٹے میں ہٹایا جائے، بار بار خلاف ورزی پر اکاؤنٹس مستقل معطلی کی سفارش کی گئی۔ عوام کو وارننگ دی گئی کہ غیر مصدقہ ویڈیو/کلپ شیئر کرنے پر بھی کارروائی ممکن ہے، ریاستی اداروں کے خلاف (باقی صفحہ 5 نمبر 43)

پاکستان اور متحدہ عرب امارات کے درمیان ڈیجیٹل تعاون اور انوویشن کے فروغ پر اتفاق

وفاقی وزیر آئی ٹی شزا فاطمہ خواجہ کی جیٹیکس کے موقع پر اہم ملاقاتیں، اہم امور پر تبادلہ خیال

دبئی (سی ایم لنکس) وفاقی وزیر آئی ٹی شزا فاطمہ خواجہ نے دبئی میں جاری جیٹیکس گلوبل 2025 کے دوران یو اے ای کے حکام سے الگ الگ ملاقاتیں کیں۔ ترجمان وزارت (باقی صفحہ 5 نمبر 42)

میاں غنڈی میں جوانوں سے اسلحہ اور بلٹ پروف جیکٹس چھین لیا گیا

کوئٹہ (یو این اے) تھانہ نیو سریاب کے علاقے میاں غنڈی میں پولیو ٹیم کے ہمراہ ڈیوٹی پر مامور دو جوانوں سے چار موٹر سائیکل (باقی صفحہ 5 نمبر 41)

پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی عدم موجودگی سے اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں آسمان پر

اے کیو ایم افغان قومی موومنٹ: "حکومت کی ناقص پالیسیاں اور کرپشن نے مہنگائی کا طوفان کھڑا کردیا عوام خودکشی کے کنارے پہنچ گئے"

کوئٹہ (یو این اے) افغان قومی موومنٹ (اے کیو ایم) نے اپنے جاری کردہ بیان میں کہا ہے کہ پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی عدم موجودگی سے ملک بھر میں مظلوم اور غریب عوام رل گئے ہیں، اشیائے خورد ونوش کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ نے عام شہریوں کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ بیان میں کہا گیا کہ حکومت کی ناقص پالیسیوں اور کرپٹ وزرا کو دوبارہ وزارتیں دینے سے مہنگائی کا طوفان برپا ہے، جس کے باعث غریب عوام خودکشی پر مجبور ہو چکے ہیں اور دو وقت کی روٹی کا حصول ناممکن بن گیا ہے۔ اے کیو ایم کے مطابق ملک میں چیک اینڈ بیلنس کا کوئی نظام (باقی صفحہ 5 نمبر 36)

چمن بارڈر کی بندش سے دونوں ممالک کے تاجروں کو اربوں روپے کا نقصان

پاک افغان حکام جنگ نہیں مذاکرات سے مسئلہ حل کریں، انڈین لابی کا بائیکاٹ کیا جائے تاجروں کا مطالبہ

چمن (یو این اے) چمن پاک افغان بارڈر کی مسلسل بندش سے دونوں ممالک کے تاجروں کو اربوں روپے کا نقصان پہنچ رہا ہے، فریش فروٹ کے سیزن میں سینکڑوں مال بردار ٹرک سرحد پر پھنسے ہوئے ہیں۔ اس صورتحال پر چمن کسٹم کلیئرنگ ایجنٹس حاجی اختر محمد، حاجی جمال شاہ، شفیق آغا، حاجی باقی، حاجی ولی محمد و دیگر نے چمن پریس کلب میں مشترکہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے گہری تشویش کا اظہار کیا اور دونوں ممالک کے حکام سے مطالبہ کیا کہ جنگ کے بجائے مذاکرات (باقی صفحہ 5 نمبر 40)

جو پاکستانیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے گا اسے نہیں چھوڑیں گے، خواجہ آصف

افغان قابض رجیم میرے سامنے دہشت گردوں کی موجودگی کا اعتراف کرچکی ہے، جن افغان مہاجرین کے پاس دستاویزات نہیں، انہیں واپس بھجوائیں گے

دھمکانے کے ساتھ مذاکرات کی بات کرنے والے افغان طالبان پہلے دھمکی پر عمل کرلیں، اس کے بعد مذاکرات بھی کرلیں گے، گفتگو

اسلام آباد (جی این ایم) وزیر دفاع خواجہ آصف نے کہا ہے کہ افغان قابض رجیم میرے سامنے دہشت گردوں کی موجودگی کا اعتراف کرچکی ہے، افغان طالبان دھمکی دیتے ہیں اور مذاکرات کی بات بھی کرتے ہیں، دھمکانے کے ساتھ مذاکرات کی بات کرنے والے افغان طالبان پہلے دھمکی پر عمل کر لیں، اس کے بعد مذاکرات بھی کرلیں گے۔ اپنے انٹرویوز میں خواجہ آصف نے کہا کہ اگر کسی ملک سے حملہ ہوتا ہے تو جواب کا حق مل جاتا ہے۔ خواجہ آصف نے کہا کہ پاکستان نے کسی افغان شہری آبادی کو نشانہ نہیں بنایا، افغان وزیر خارجہ امیر متقی پر کون یقین کرے گا۔ وزیر دفاع نے واضح کیا کہ افغانستان کی سرزمین مختلف دہشت گرد گروہوں کی پناہ گاہ ہے، شہری آبادی کو نہیں بلکہ صرف دہشت گردوں کی پناہ گاہوں کو (باقی صفحہ 5 نمبر 37)

بلوچستان کے نوجوانوں میں بے پناہ قائدانہ صلاحیتیں موجود ہیں، نوابزادہ جمال رئیسانی

کوئٹہ (جی این ایم) پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی نوابزادہ میر جمال خان رئیسانی نے کہا ہے کہ بلوچستان کے نوجوانوں (باقی صفحہ 5 نمبر 39)

پنجگور میں ڈینگی کیسز میں اضافہ، 44 مریضوں کی تشخیص، محکمہ صحت متحرک

زیادہ تر متاثرہ افراد کراچی سے آنے والے، ٹیچنگ اسپتال میں ایمرجنسی وارڈ قائم ڈاکٹر عابد ریکی

پنجگور (یو این اے) پنجگور میں ڈینگی وائرس کے کیسز میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر پنجگور ڈاکٹر عابد ریکی نے ٹیچنگ اسپتال پنجگور کے ایم ایس ڈاکٹر (باقی صفحہ 5 نمبر 38)

چیف ایڈیٹر و پبلشر سید فاروق شاہ نے روزنامہ عسکر انٹرنیشنل کوئٹہ کو انڈ پینڈنٹ پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر روزنامہ عسکر انٹرنیشنل آفس نمبر 315 یونیورسل کمپلیکس 3ed فلور سے شائع کیا۔ فون نمبر:۔ 0812837048 - 03318383955